یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲_۱۱۰

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

نذرِ عباس

خصوصی تعاون: رضوان رضوی

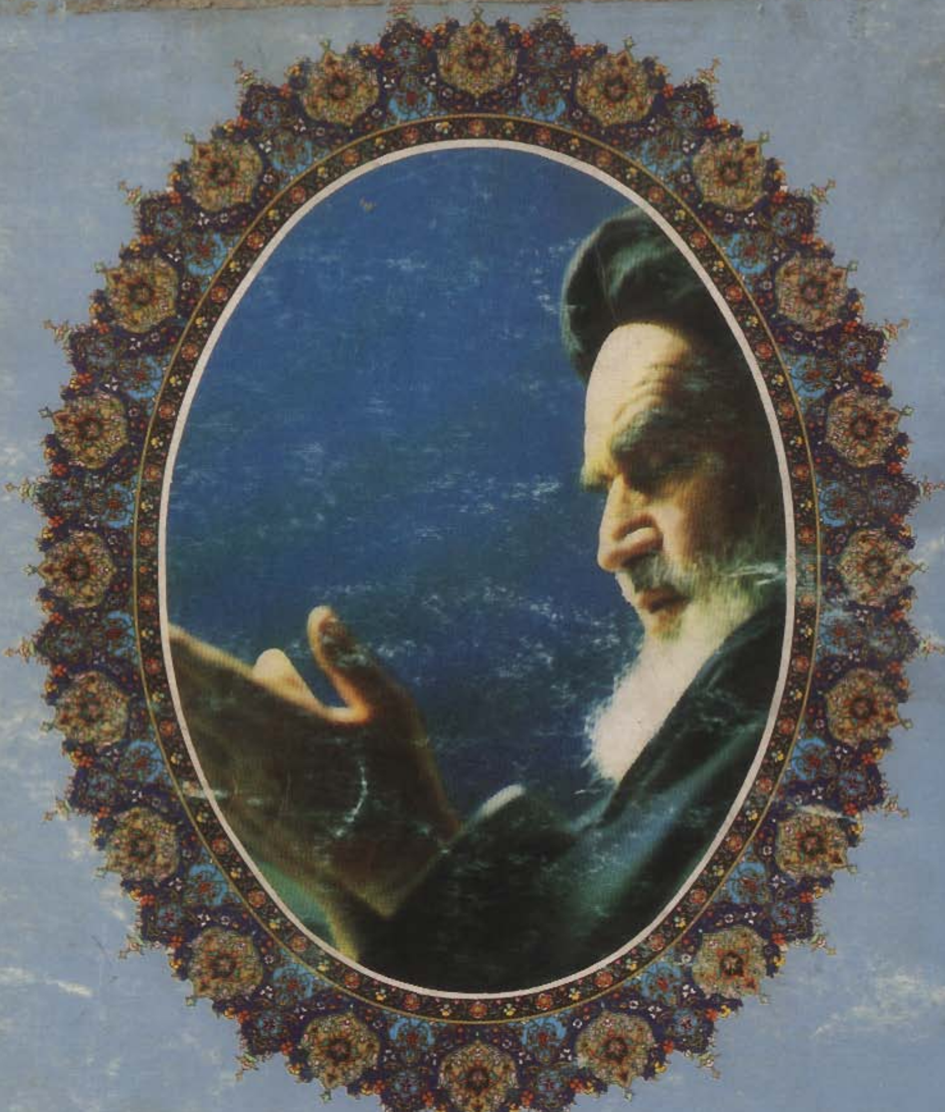
اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com



صحیفۂ انقلاب

حضرت امام خمینیؒ کا سیاسی الٰہی وصیتنامہ

بسم الله الرحمن الرحیم

... با دلی آرام و قلبی مطمئن و روحی شاد و ضمیری امیدوار به فضل خدا
از خدمت خواهران و برادران مرخص و به سوی جایگاه ابدی سفر می‌کنم و به دعای خیر شما احتیاج مبرم دارم و از خدای رحمان و رحیم می‌خواهم
که عذرم را در کوتاهی خدمت و قصور و تقصیر بپذیرد و از ملت امیدوارم که عذرم را در کوتاهی‌ها و قصور و تقصیرها بپذیرند
و با قدرت و تصمیم و اراده به پیش روند و بدانند که با رفتن یک خدمتگزار در سد آهنین ملت خللی حاصل نخواهد شد
که خدمتگزاران بالاتر و والاتر در خدمتند و الله نگهدار این ملت و مظلومان جهان است. والسلام علیکم و علی عباد الله الصالحین
و رحمة الله و برکاته ۲۶ بهمن/۱۳۶۱/۱ جمادی الاولی ۱۴۰۳) روح الله الموسوی الخمینی

... میں پُرسکون اور مطمئن دل، شاد و مسرور روح اور خدا کے فضل و کرم سے پُر امید ضمیر لے کر بہنوں اور بھائیوں کی خدمت سے رخصت ہو رہا ہوں اور اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کی دعائے خیر کی شدید ضرورت ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم سے میری دُعا ہے کہ وہ خدمت میں کوتاہی اور غلطیوں اور گناہوں کے سلسلے میں میرا عذر قبول فرمائے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری قوم میری کوتاہیوں، گناہوں اور غلطیوں پر مجھے معاف کر دے گی اور قوت اور عزم و ارادہ کے ساتھ آگے بڑھتی رہے گی۔ میری قوم کو جان لینا چاہیئے کہ ایک خادم کے چلے جانے سے قوم کی آہنی فصیل میں کوئی رخنہ نہیں پڑے گا کیونکہ کئی اور زیادہ اچھے اور زیادہ بہتر خادم موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ اس قوم اور دنیا بھر کے مظلوموں کا محافظ ہے۔

والسلام علیکم وعلیٰ عباد اللہ الصالحین و رحمت اللہ و برکاتہ

روح اللہ الموسوی الخمینی

نام کتاب : صحیفۂ انقلاب (حضرت امام خمینیؒ کا سیاسی الٰہی وصیت نامہ)

ترجمہ : سید محمد رضوی بلتستانی، معین نظامی

کتابت : محمد اصغر لالی، عبد القیوم انجم

تعداد : ۲۵۰۰۰

طبع اوّل : ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ/ جولائی ۱۹۸۹ء

ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان، ۲۔ دیوسماج روڈ لاہور

مطبع : منزا پرنٹنگ کارپوریشن۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

چند اہم نکات

حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے سیاسی، الٰہی وصیت نامہ سے پہلے ہم اپنے قارئین گرامی کی توجہ ذیل کے چند اہم نکات کی طرف مبذول کراتے ہیں:

۱۔ حضرت امام خمینیؒ نے یہ وصیت نامہ ۲۶ بہمن ۱۳۶۰ھ۔ش / یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ۔ق بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۸۲ء کو تحریر فرمایا تھا۔ اس میں زیادہ تر اُنہی مسائل کا ذکر ہے جو اس دور میں اسلامی جمہوریہ ایران کو درپیش تھے۔

۲۔ مترجمین نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ وصیت نامے کے نفسِ مضمون کو کسی کمی بیشی کے بغیر، سلیس اور عام فہم انداز میں اردو میں منتقل کر دیا جائے۔ چونکہ امام خمینیؒ کا اسلوبِ تحریر نہایت ادق ہے اور ان کی تحریروں میں کثرتِ مطالب و مفاہیم ہوتی ہے، اس لئے اُردو ترجمہ کرتے وقت ادبی حُسن کو مدِّنظر نہیں رکھا گیا بلکہ متنِ وصیت نامہ کے قریب قریب رہ کر افہامِ مطالب کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ چونکہ یہ وصیت نامہ عالمِ اسلام کے مختلف طبقات، دُنیا بھر کے تمام مستضعفین اور اسلامی جمہوریہ ایران کے تمام اداروں کے لئے ہے، لہٰذا ہم نے اپنی طرف سے مناسب مقامات پر ذیلی عنوانات قائم کر دیئے ہیں۔ ایک آدھ مقام پر مزید توضیح کے لئے مختصر حاشیے بھی دیئے گئے ہیں تاکہ تفہیمِ مطالب میں آسانی ہو اس سے کتابچے کے صوری حُسن اور دلکشی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

۴۔ متنِ وصیت نامہ سے پہلے ایک مختصر دیباچہ اور امامِ اُمتؒ کے مختصر اور جامع حالاتِ زندگی بھی شاملِ کتاب کر دیئے گئے ہیں، جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔۔۔

۵۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ وصیت نامے کے ترجمے میں کوئی معنوی غلطی نہ رہے۔ اغلاط کی تصحیح بھی نہایت احتیاط سے کی گئی ہے۔ اس کے باوجود ہمیں یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں۔ ہم علماء و فضلا اور دانشوروں کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ اگر وہ کوئی غلطی پائیں تو ہمیں اس سے آگاہ کریں تاکہ آئندہ اشاعتوں میں انہیں درست کیا جا سکے۔

ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامؒ: ہدایت کے مہرِ درخشاں

اے امامؒ! آپ نے ہمیں غلامی کے کنوئیں سے نکلنے اور راستہ تلاش کرنے کی تدبیر سکھائی۔ تاریخ کے گزرے ہوئے دنوں میں خدائے بزرگ و برتر کے رسولِ مُرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ بے کینہ کی لوحِ سفید پر فرشتۂ ربّی نے جو لکھا تھا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا

اور آنحضرت (ص) نے اپنی اُمت کو یہ خدائی پیغام سُنایا تھا، یوں لگتا ہے کہ یہ مبارک الفاظ جو اسلام کی پختہ ترین فصیل ہیں، عصرِ حاضر میں آپ کی زبانِ مبارک سے فوارۂ نور بن کر نکلے ہیں اور ہماری تھکی ہوئی روحوں میں نقش ہو گئے ہیں۔ آپ نے موحد مومنین کے دلوں کو لازوال خدائی محبت کے محور پر جمع کر کے انہیں رشتۂ اخوت و محبت میں پرو دیا اور اب کئی سالوں سے یہ پروانے حلقہ باندھے معبدِ عشقِ لم یزل کا طواف کر رہے ہیں اور اپنے توکّل اور اپنی انتھک جد و جہد کی بدولت انتہائی پستیوں سے بلندیوں پر فائز ہو گئے ہیں اور اب وہ بڑی آسانی سے زمین پر سے ہدایت کے مہرِ درخشاں کی تابناکیاں دیکھ سکتے ہیں۔ اب وہ خارِ مغیلاں سے بھرے ہوئے صحراؤں میں بھی ناہمواریوں کے پیچھے پائی جانے والی بلندیوں پر نظریں جمائے رہتے ہیں تاکہ وہ اپنی آرزوؤں کے کعبے تک پہنچ جائیں۔

اے امامؒ! خدائے کعبہ و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گذشتہ سالوں میں آپؒ کی قوم کا بہت سخت امتحان لیا ہے۔ اس عظیم امتحان کی اسناد آپؒ کے وہ شہداء ہیں جن کے نام دفترِ عشق میں ثبت ہو چکے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ ابھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا سے کئے ہوئے وعدے پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب انہیں محبوب کی طرف سے وصال کا بلاوا آئے اور وہ لبیک کہتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔

اے امامؒ! آپ مخلوق کے لئے ربّ العالمین کی حجّتِ بالغہ تھے۔ ابدی جنّت آپ کا ٹھکانا ہو کہ

آپ نے کیسے مجاہدانہ انداز میں تبلیغ بلیغ کی۔ خدا آپ سے راضی ہو اور آپ کو اس دُنیا کا اجرِ عظیم بھی عطا فرمائے اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو آپ کے افکارِ عالیہ کا محفوظ ٹھکانا بنا دے!

آہ اے ہمارے امامؒ! اے ہمارے رہبر! اے خمینیؒ! اے خدا کے بندۂ صالح! آپ نے تالیفِ قلوب کی۔ خزاں کے مارے ہوئے منحوس کوّوں، ویرانہ نشین الوّوں، شب پرست چمگادڑوں اور مُردہ خور بجوؤں کی توقعات کے برعکس خورشیدِ اسلام نے آپ کی آنکھوں کے افق سے طلوع کیا۔ آپ نے زندگی کی افسردہ خزاں میں بہارِ قرآن کا جلوہ دکھایا۔ آپ نے خدائی افکار کی ویرانی کے زمانے میں اندیشۂ توحید کے بلند و بالا محلات کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ان لوگوں کے معاشروں کو جو کھانے پینے، سونے، غم و غصہ اور شہوت ہی کو زندگی سمجھتے ہیں، خالص محمدی اسلام کے دائمی کوثرِ زلال، ثقلین، کتاب اور عترت کے لازوال چشمۂ خورشید اور حُبّ ولایت کے منبع سے سیراب کیا۔ اے سرزمینِ عشق کے مظلوموں کے ملجا و ماوا آپ کے کلام نے تاریخ کے کوڑے کھانے والوں کو یہ خدائی تحفہ پیش کیا۔

آہ اے مظلوموں کے حامی اور اے جد و جہد کرنے والوں کے لئے ستارۂ ہدایت! آپ نے خدا کے لئے کیا کیا؟ اور اس نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ جب آپ تشریف لا رہے تھے تو گلاب اور چنبیلی کے پھولوں پر آپ نے طلوع کیا تھا اور آج جب آپ جا رہے ہیں، نہیں نہیں، سرشاری کی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو رہے ہیں، ملکوت کی ایک بلندی سے دوسری بلندی پر جا رہے ہیں، آپ عروج حاصل کر رہے ہیں، کروڑوں عشاق کے دل آپ کی معراج کی سیڑھیاں ہیں، آسمان کے ستاروں جیسے آپ کے والہ و شیفتہ مُرید اپنی آنکھوں کے آبِ زمزم اور اپنی پلکوں سے آپ کے راستے کی خاکروبی کر رہے ہیں۔

اے خدا! اے عشق و محبت کے خالق! تُو نے کہا ہے اور تیرا کلام حقِ مطلق ہے، تو نے کہا ہے کہ تیرے مجاہد کبھی نہیں مرتے، وہ تیرے حریمِ ناز میں زندہ رہتے ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ تُو نے ایمان لانے والوں کو کتنی بڑی سعادت نصیب فرمائی جو یہ دیکھ رہے ہیں کہ تو نے اس ہمیشہ جہاد کرنے والے مجاہد کو کس طرح مومنوں کے دل میں جو تیرا سراپردۂ خاص ہے، جگہ دی ہے۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ آزاد مسلمانوں نے "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کے جواب میں "قَالُوا بَلٰى" کہا، ہر چند کہ معاندین اور دشمن، دھونس اور دھوکہ کے چالبازوں کے پٹھوؤں اور اسلام کے حریمِ امن

سے دھتکارے ہوؤں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ اے اللہ! تو خود گواہ ہے کہ انہوں نے تیرے ساتھ کیے ہوئے اس معاہدے پر اپنے خون سے مُہر لگائی ہے۔ اے اللہ! تو ہمارا یار و یاور ہو اور اس محبوب قائد کی روح پُر فتوح کو ہمیشہ ہماری روحوں کا ہمدم و دمساز بنا!

دشمنوں کو اپنی گندی زبان سے کانوں کو پھاڑ دینے والی یہ فریادیں بلند کرتے رہنے دے کہ محمدؐ وفات پا گئے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ خدائے محمدؐ تو زندہ ہے۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے کہ یہ تاریخ سے عبرت حاصل نہ کریں اور اندھے اور بہرے بنے رہیں۔ اگرچہ قومِ نوحؑ ہلاکت کا شکار ہو جاتی ہے، ابراہیمؑ کا کلہاڑا بتوں اور بُت پرستوں کی گردنوں پر پڑتا ہے، آذر گونگے بت تراشتا ہے، موسیٰؑ کو دریا سے نکال لیا جاتا ہے اور طور پر بلایا جاتا ہے اور فرعون کے ساتھی طوفانِ بلا میں غرق ہو جاتے ہیں، سامری کا سنہری بچھڑا آوازیں نکالتا ہے، عیسیٰؑ اپنی سولی سمیت ساتویں آسمان پر پرواز کر جاتے ہیں، جب کہ یہودا کے پیروکار ابھی تک اس گمان میں ہیں کہ روح اللہؑ کو سولی دے دی گئی ہے، محمدؐ ابوجہلوں ابولہبوں، قیصر و کسریٰ اور قدیم جاہلیت کے شہنشاہوں کا غرور و تکبر خاک میں ملا رہے ہیں، جدید جاہلیت وقت کے ابوجہل کے گریبان اور ساسانی و رومی فرعونیت کے سفید اور سرخ محلّوں سے سر نکال رہی ہے۔ مستکبرین نے مستضعفین پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے ایک نیا قلعہ خیبر بنایا ہے اور نئے ایندھن ڈھونے والے صیہونیوں اور ان کے ایجنٹوں کے معرکوں میں ان کے یار و مددگار بن رہے ہیں لیکن ان سب باتوں کا کیا غم؟ مولائے خیبر شکن کے فرزند "روحِ خدا" نے انہیں خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے عشق کی تیغ دو دم مستضعفین کے ہاتھ میں دے دی کہ اسے مستکبرین کی گردن پر چلائیں۔

"خدا کے فضل و کرم سے یہ صدی مستکبرین پر مستضعفین کے غلبے کی صدی ہے۔"

وحدۂ الٰہی میں خلاف ورزی کا کسے شک ہے؟ سوائے ان کے کہ جن کی آنکھوں، کانوں اور دل پر خدا نے مُہر لگا دی ہے۔

ہم ایک بار پھر فریاد کرتے ہیں، اے روحِ خدا، اے زندۂ جاوید، اے چشمۂ الٰہی، آپ کے پیروکار خدا کے پرستار ہیں۔ ان کے دلوں میں سکون سے محوِ خواب ہو جائیں کہ آپ کے راستے، آپ کے اہداف و مقاصد اور آپ کے خدائی انقلاب کو آپ کے مریدین ہمیشہ زندہ رکھیں گے، جہاد مع النفس کے ذریعے، اپنے اندر کے شیطان سے جہاد کر کے، بندے اور خدا کے روابط کی حدوں میں وسعت

پیدا کرنے کے لیئے اور آپ کے بتاتے ہوتے اسلامی پیغام کی ترویج کے لیۓ خون کا نذرانہ تک دے دیں گے۔ وہ پیغام جس کا ذکر آپ نے اپنے آخری سیاسی الہٰی وصیت نامے میں بھی کیا ہے !

اے اللہ تیرے لئے بے پناہ شکر و سپاس اور بے شمار حمد و ثنا ہے کہ تو نے اپنے بندوں کو امامؒ اور پیشوا کی شناخت کی نعمت عطا فرمائی اور امامؒ نے بھی کتنے اخلاص سے اپنے معتقدین اور جاں نثاروں کو پہچانا اور فرمایا :

" مجھے اپنی پیاری قوم میں بیداری، ہوشیاری، تعہد، ایثار اور جذبۂ جہاد نظر آ رہا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ اعلیٰ انسانی خصوصیات اس قوم کے آنے والے فرزندوں میں بھی منتقل ہوں گی اور نسل در نسل ان میں اضافہ ہوگا۔ میں پُرسکون اور مطمئن دل، مسرور و شادمان روح اور خدا کے فضل سے پُرامید ضمیر لے کر اپنی بہنوں اور بھائیوں کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنی ابدی آرامگاہ کی طرف سفر کر رہا ہوں . . . مجھے اپنی قوم سے اُمید ہے کہ وہ قوت و عزمِ راسخ کے ساتھ آگے بڑھتی رہے گی۔ میری قوم کو یہ جان لینا چاہیئے کہ ایک خدمت گار کے چلے جانے سے قوم کی آہنی فصیل میں کوئی دراڑ نہیں پڑے گی کیونکہ اور زیادہ بہتر خدمت گار موجود ہیں، اللہ تعالےٰ اس قوم اور دنیا بھر کے مظلوموں کا نگہبان ہے۔"

امامِ اُمّتؒ کی مُجاہدانہ زندگی کا مختصر جائزہ

ولادتِ امامؒ

حضرت امام خمینیؒ ۲۰۔ جمادی الثانی ۱۳۲۰ ھ ق / ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایران کے شہر خمین میں پیدا ہوتے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۲۰ جمادی الثانی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا یومِ ولادت ہے۔ آپ کے والد بزرگوار آیت اللہ سید مصطفیٰ موسویؒ جلیل القدر عالم دین مرحوم سید احمد موسوی کے صاحبزادے تھے

آپ کی والدہ بانو ہاجر جنہوں نے اس اسماعیل زماں کو اپنے پاکیزہ دامن تربیت میں پروان چڑھایا، حضرت آیت اللہ مرحوم میرزا احمد کی صاحبزادی تھیں جو اپنے دور کے بلند مرتبہ علماء و مدرسین میں سے تھے۔

مرحوم سید مصطفیٰ موسوی نے میرزائے شیرازی کے عہد میں نجفِ اشرف اور سامرا میں تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے عہد کے معروف علماء و مجتہدین میں سے تھے۔ نجف اشرف سے واپسی پر آپ خمین اور اس کے گرد و نواح کے مذہبی پیشوا بن گئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں :

۱۔ سیّد مرتضیٰ : آپ پسندیدہ کے نام سے مشہور ہیں اور قم کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔

۲۔ سیّد نور الدین رح : تہران کے معززین میں سے تھے۔ ۱۳۹۶ھ ق میں وفات پائی۔

۳۔ سیّد روح اللہ خمینی رح : آپ سیّد مصطفیٰ مرحوم کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

امام خمینی رح پانچ ماہ کی عمر میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہوگئے۔ سید مصطفیٰ موسوی رح پر خمین اور اراک کے راستے میں جاگیرداروں کے غنڈوں نے قاتلانہ حملہ کیا، انہیں کمر اور کندھوں پر چند گولیاں لگیں اور وہ ۴۷ برس کی عمر میں شہید ہوگئے۔

والد کی شہادت کے بعد امام خمینی رح نے اپنی مہربان ماں، اپنی شفیق پھوپھی صاحبہ خانم اور اپنے بڑے بھائی آیت اللہ مرتضیٰ پسندیدہ کی سرپرستی میں پرورش پائی۔

امامؒ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ عظیم اور تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ دینے والی شخصیات کی زندگی کا آغاز درد و غم سے ہوتا ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کی آغوشِ محبت سے جدا ہو کر دریا کی چنگھاڑتی ہوئی موجوں کے ہمسفر نہیں بنے تھے؟ کیا حضرت محمد (ص) اپنی ولادت سے پہلے ہی باپ کے سایۂ شفقت سے محروم نہیں ہو گئے تھے؟

امام خمینی رح یتیم تو تھے ہی، لیکن ابھی وہ پندرہ برس کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ انہیں ایک اور شدید صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کی پیاری پھوپھی "صاحبہ خانم" جو ان کی والدہ اور بھائی

کے ساتھ ساتھ ان کا بہت بڑا سہارا تھیں، اچانک چل بسیں اور اس سانحے کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ان کی والدہ محترمہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں اور امام اکیلے رہ گئے۔

زندگی کے ان سانحات نے امام خمینیؒ کو گرم و سرد چشیدہ بنا دیا۔ دکھوں، مصیبتوں اور رشتہ داروں کے ناگہانی سوگ نے ان کی روح کو مستحکم، توانا اور ان کی شخصیت کو فولادی اور اپنے آپ پر اور خدا پر بھروسہ کرنے والا بنا دیا۔

بچپن اور ابتدائی تعلیم

امام خمینیؒ کا بچپن اور نوجوانی کا دور خمین میں گذرا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں رہ کر مقامی علماء و فضلاء سے حاصل کی۔ ۱۹ برس کی عمر میں وہ مزید تحصیل علم کے لیے اراک تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں اراک کا شمار ایران کے بڑے دینی و علمی مراکز میں ہوتا تھا۔ اراک کا حوزہ علمیہ آیت اللہ العظمیٰ مرحوم حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی کی سرپرستی میں بہت بڑی دینی درسگاہ بنا ہوا تھا۔ آیت اللہ حائریؒ نجفِ اشرف کے حوزہ علمیہ کے فارغ التحصیل اور مجتہد تھے انہیں اراک کے علماء و فضلا نے اراک کے حوزۂ علمیہ کی سرپرستی کے لیے خصوصی دعوت پر بلایا تھا۔

امامؒ قم میں۔

۱۳۴۰ھ میں حضرت آیت اللہ حائریؒ مذہبی شہر قم کے سرکردہ علماء کی درخواست پر اراک سے قم چلے گئے۔ وہاں انہوں نے حضرت معصومہ (ع) کے روضہ مبارک کے ساتھ ایک عظیم اور بابرکت درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ امام خمینیؒ بھی اپنے عظیم المرتبت استاد کے پیچھے پیچھے قم چلے گئے۔ وہاں وہ اسلامی علوم و معارف کی تحصیل، تزکیۂ باطن اور تہذیب نفس میں مشغول ہوگئے۔ انہوں نے آیت اللہ حائریؒ اور آیت اللہ شاہ آبادیؒ جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ وہ اپنے علمی ذوق و شوق، غیر معمولی استعداد، لیاقت اور اعلیٰ و پسندیدہ انسانی و اسلامی اخلاق و فضائل کی بدولت بہت جلد مختلف اسلامی علوم میں مہارت حاصل کر کے اجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہوگئے۔

امامؒ کی شادی

امام خمینیؒ کی عمر ۲۷ برس تھی کہ آیت اللہ میرزا محمد ثقفی تہرانیؒ کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوگئی۔ آیت اللہ ثقفیؒ اس زمانے میں حوزۂ علمیہ قم میں رہتے تھے۔ وہ مرحوم آیت اللہ لواسانیؒ کے ذریعے امامؒ سے متعارف ہوئے اور انہی ابتدائی ملاقاتوں ہی میں وہ ان کے اعلیٰ علمی و اخلاقی فضائل اور ان کی باعظمت روح کے شیفتہ ہوگئے۔ امامؒ نے ان کی صاحبزادی سے شادی کی تجویز پیش کی جو انہوں نے فوراً قبول کرلی اور یوں یہ شادی انجام پائی امام امتؒ کے دو صاحبزادے سید مصطفیٰؒ اور سید احمد اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ سید مصطفیٰ خمینیؒ ۲۷ برس کی عمر میں مجتہد بن گئے تھے۔ اپنے دادا کی طرح انہوں نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

تشکیلِ ذات وتہذیب نفس

امام خمینیؒ اپنے زمانۂ تعلیم میں اپنی مخصوص ذہانت و فطانت سے نہ صرف علمی و اسلامی مسائل سیکھتے رہے بلکہ انہوں نے اخلاقی مسائل کی تحصیل، تعبیرات، تزکیۂ باطن اور تہذیبِ نفس پر بھی بھرپور توجہ دی۔ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں اور دنیا بھر کے آزاد لوگوں کے رہبر کو جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے، ان کا حصول آسان کام نہیں۔ انہیں علم تھا کہ ایک قائد کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ وہ کچھ فنی اصطلاحات رٹ کر بحث مباحثے میں فریقِ مخالف کو شکست دے دے بلکہ ایک رہبر اور پیشوا پر تو بہت سنگین ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اگر انہوں نے نوجوانی اور طالب علمی کے زمانے میں علوم اسلامی کی تحصیل کے ساتھ ساتھ، معارفِ الٰہی نہ سیکھے اور اپنے باطن کی تطہیر کر کے انہوں نے خواہشاتِ نفسانی کی سرکوبی نہ کی تو کل اسلام کے لیے وہ کوئی قابلِ قدر خدمت انجام نہیں دے سکیں گے۔ کیونکہ اسلام کو متقی، متعہد اور صاحب نظر محققین، دانشوروں اور قائدین کی ضرورت ہے۔

مرحوم آیت اللہ حائریؒ کی وفات کے بعد، امام خمینیؒ کا درس فلسفہ قم کی عظیم دینی درس گاہ کا سب سے بڑا تدریسی حلقہ ہوا کرتا تھا۔ پانچ سو سے زیادہ نوجوان طلبہ پورے ذوق و شوق سے

امام کے حلقۂ درس میں کسبِ فیض کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اس شمعِ علم و فضل کے گرد پروانہ وار حلقہ باندھے، علم و دانش کے اس بحرِ بیکراں سے استفادہ کیا کرتے تھے۔

جب مرحوم آیت اللہ بروجردی حوزۂ علمیہ قم کے سرپرست تھے تو اس زمانے میں بھی امام خمینیؒ کا شمار وہاں کے نمایاں ترین علماء اور جلیل القدر فضلاء میں ہوتا تھا۔ ان کی تدریسی کلاسوں میں سب سے زیادہ حاضری ہوتی تھی۔ فقہ اور اصولِ فقہ پر ان کی کلاسیں حوزۂ علمیہ قم کی تاریخ میں سب سے بھرپور کلاسیں تھیں۔

مرحوم آیت اللہ بروجردی کی وفات کے بعد امام خمینیؒ نے اپنے رسالہ کی اشاعت تک کی ممانعت کر رکھی تھی۔ بالآخر حوزۂ علمیہ کے کچھ طلبہ، فضلاء اور مدرسین نے ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اجازت لی کہ وہ اپنے خرچ پر امامؒ کے افکار اور ان کے فتاوی شائع کریں کچھ ہی عرصہ بعد مرحوم سید محمد کاظم یزدی کی کتاب عروۃ الوثقیٰ پر ان کا حاشیہ اور پھر ان کا رسالہ عملیہ شائع ہوکر مومنین اور محققین کے ہاتھوں میں پہنچا۔ اس کے بعد امامؒ حوزۂ قم کے سرپرست اور مسلمانوں کے مرجع تقلید بن گئے۔

امامؒ کی تالیفات

امام خمینیؒ قدس سرہ نے مختلف اسلامی موضوعات پر بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ انہوں نے اپنی غیر معمولی عبقریت اور افکار عالیہ کی بدولت تمام اسلامی علوم اور ان کے مختلف شعبوں سے متعلق گرانقدر کتابیں تحریر کیں۔ فلسفہ، کلام، منطق، عقاید، فقہ، اصول فقہ، اخلاق، آداب، علم الاجتماع، اسلام میں حکومت کا تصور، قانونی، اقتصادی اور سیاسی مباحث یہ ہیں وہ موضوعات جن پر امام کی مستقل تالیفات ملتی ہیں۔ ان کی کچھ تالیفات یہ ہیں:

۱۔ الرسائل، ۲ جلد،	عربی	۶۔ رسالۃ فی الاجتہاد	عربی
۲۔ کتاب الطہارۃ، ۳ جلد،	″	۷۔ تحریر الوسیلہ، ۲ جلد،	عربی
۳۔ تہذیب الاصول، ۱ جلد،	″	۸۔ اربعین حدیث،	فارسی
۴۔ المکاسب المحرمۃ، ۲ جلد،	″	۹۔ تفسیر سورۂ حمد	″
۵۔ ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی		۱۰۔ آداب الصلوٰۃ	″

۱۱۔ اسرار الصلوٰۃ — فارسی
۱۲۔ شرحِ دعائے سحر — ؍
۱۳۔ کتاب البیع، ۵ جلد — عربی
۱۴۔ جہادِ اکبر — فارسی
۱۵۔ زبدۃ الاحکام — عربی
۱۶۔ صحیفۂ نور، (۱۷ جلدوں میں امام خمینیؒ کی تقریروں اور انٹرویوز وغیرہ پر مشتمل ہے۔ جس کی مزید بیسیوں جلدیں زیرِ طبع ہیں۔ — فارسی
۱۷۔ مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ
۱۸۔ کشف الاسرار — فارسی
۱۹۔ کلام الامامؑ امام الکلام — ؍؍
۲۰۔ حاشیہ بہ فصوص الحکم قیصری — ؍؍
۲۱۔ رسالۃ فی الطلب والارادۃ — عربی
۲۲۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل
۲۳۔ حاشیہ بر مفتاح الغیب
۲۴۔ نیل الاوطار فی بیانِ قاعدۃ لاضرر ولاضرار

مندرجہ بالا کتابوں میں سے بعض امامؒ کی تالیفات ہیں اور بعض ان کے اقوال، ارشادات اور لیکچرز کے مجموعے ہیں۔

امامؒ کے سیاسی افکار اور رضا خان سے مخالفت

حوزۂ علمیہ قم جس کی بنیاد مرحوم آیت اللہ حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی نے آہنی عزم اور بلند ہمتی سے رکھی تھی، بہت کم مدت میں نوجوان اور قابل علماء کا بابرکت مرکز بن گیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایران کے سیاسی حالات بدل گئے، جلاد اور ڈکٹیٹر رضا شاہ نے دینی اور اسلامی امور اور خصوصاً حوزۂ علمیہ قم سے متعلق اپنی دشمنی کا کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

اسلام اور حوزۂ علمیہ قم کے ساتھ اس استعماری پٹھو کا مخاصمانہ رویّہ اور اس نئی قائم ہونے والی درسگاہ پر بے پناہ دباؤ ہی آخر کار اس کے زوال کا باعث بنا۔ انگریزوں کے پٹھو، ان پڑھ اور بے دین رضا خان کی طرف سے پڑنے والا ناجائز دباؤ نوجوان طلبہ کے جوش و خروش کو روز بروز کمزور سے کمزور تر کر رہا تھا۔ علماء و فضلاء کے حلقوں پر سقوط کے خطرات منڈلا رہے تھے اور اس بات کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ وہ نونہال جنہیں حوزہ کے پرسکون اور آزاد ماحول میں اسلام کے مستقبل کے لیے تناور ثمر بار درخت بننا ہے، کہیں استعمار اور استحصال کے بے غیرت ایجنٹ کے

ظلم و ستم کا شکار ہو کر مرجھا نہ جائیں۔ رضا خانؒ[1] کے حکم سے عزاداری کی مجالس اور وعظ و ارشاد کی محافل پر پابندی عائد کر دی گئی تاکہ مذہبی مبلغین کو یہ موقع نہ مل سکے کہ وہ ایرانی قوم کو ان کے سیاسی و اسلامی حقوق و فرائض سے آگاہ کر سکیں۔

ان نازک اور خطرناک حالات میں امام خمینیؒ جو اس عظیم اسلامی درسگاہ کے نمایاں ترین عالمِ دین تھے، مجاہدانہ انداز میں ڈٹ گئے اور انہوں نے رضا خان کی حکومت کے خلاف ابتدائی اقدامات کیے۔ اس تاریک اور وحشت ناک دور میں امامؒ خاموشی سے نہیں بیٹھے بلکہ انہوں نے رضا خان جیسے بے ایمان کے ظلم و ستم کے مقابلے میں پہاڑ کی سی استقامت کا مظاہرہ کیا اور اس کے خلاف نعرۂ مردانہ بلند کر کے رضا خان کے خوف سے چھائے ہوئے سکوت کو توڑ ڈالا۔ انہوں نے مجاہدانہ انداز میں رضا خان کی غیر اسلامی اور غیر انسانی پالیسیوں پر حملہ کیا:

"یہ جدوجہد اپنے لیے ہے کہ پاک صفت مسلمان خواتین کے سر سے عفت و عصمت کی چادر اتار لی گئی، دین اور قانون کی یہ خلاف ورزی اب بھی ملک میں ہو رہی ہے اور کوئی اس کیخلاف بات نہیں کرتا۔ یہ جدوجہد ہمارے اپنے ذاتی مفاد کے لیے ہے کہ اخبارات جو معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلانے کا ذریعہ ہیں آج بھی اسی طرح انہی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں اور انہیں عوام میں نشر کر رہے ہیں جو رضا خان جیسے کمینے کے خشک دماغ سے ٹپکتی ہیں۔ یہ جدوجہد خود اپنے لیے ہے کہ بعض ارکان پارلیمنٹ کو شہ دے کر یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں دین اور علماء کے خلاف جو کچھ ان کے جی میں آئے کہتے رہیں اور کوئی آواز ان کے خلاف بلند نہیں ہوتی۔"

واقعی اور کس میں اتنی ہمت تھی کہ جلاد صفت رضا شاہ کے زمانۂ عروج میں اسے کمینہ کہے اور پردہ کے خلاف اس کے استعماری پروگرام اور اس کی مضحکہ خیز فرمائشی پارلیمنٹ پر اس شدت سے حملہ کرے!

بلاشبہ امام ایک شجاع فلسفی تھے، ایک ایسے ہیرو تھے جو زاہد بھی تھا اور سالک بھی۔ وہ ایک ایسا گوجدار طوفان تھے جس کی دائی گرج زمان و مکان کی حدوں سے گذر گئی اور جس نے

[1] ۔ رضا شاہ معزول شاہ کا باپ

کئی نسلوں کو بیدار اور متحرک کر دیا۔

محمد رضا شاہ کی استعماری اور غیر اسلامی حکومت کی مخالفت

۱۳۴۱ھ ش/۱۹۶۲ء میں وزراء کی کابینہ نے وزیر اعظم اسد اللہ عَلَم کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد کیا اور صوبائی اور ریاستی کونسلز کی قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد کے مطابق انتخابات کے امیدواروں اور رائے دہندگان کے مُسلمان ہونے کی لازمی شرط حذف کر دی گئی اور قرآن کریم کی قسم اٹھانا بھی لغو قرار پایا۔ ابھی اس ہلا کر رکھ دینے والی خبر کو پھیلے چند گھنٹے ہی ہوتے تھے کہ قُم کے تمام علماء آیت اللہ حائریؒ کے صاحبزادے کے گھر جمع ہو گئے یہ صاحب بصیرت علماء جانتے تھے کہ حکومت کے یہ اقدامات ملک پر غیر ملکیوں اور دشمنان اسلام کو مُسلّط کرنے کا پیش خیمہ ہیں، یہ واقعات استعماریوں کے ان مذموم اور خطرناک عزائم کا نقطۂ آغاز ہیں جن پر اس صُورت میں عمل کیا جائے گا جب ایران کی عظیم قوم کے مذہبی راہنما خاموشی اختیار کر لیں گے۔

اس اجلاس میں قُم کے مجتہدین عظام اس نتیجے پر پہنچے کہ پہلی فرصت میں شاہ کو ایک تار بھیجیں اور اس کی غیر اسلامی پالیسیوں پر کھلم کھلا اعتراض کریں۔ ان دنوں حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا یوم وفات قریب تھا اور پُورے ایران میں عزاداری کی محفلیں برپا تھیں۔ مقررین اور خطیبوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کے شعور کو بیدار کرنے کے لیے انہیں حکومت کی غیر اسلامی پالیسیوں سے آگاہ کیا اور انہیں اس مسئلے کی اہمیت کا احساس دلا کر انہیں اس قانون شکن اور مذہب و ملّت کی بدخواہ حکومت کے خلاف جدوجہد کا درس دیا چھ دن بعد شاہ کا جوابی تار موصول ہوا جس میں یہ معاملہ وزیر اعظم کے سپُرد کرنے کا لکھا ہوا تھا۔

علمائے قُم فوراً اکٹھے ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ جب شاہ نے یہ معاملہ حکومت پر ڈال دیا ہے تو کیوں نہ براہِ راست وزیر اعظم کو ٹیلی گراف بھیجا جائے اور اس سے اس قرارداد کی تنسیخ کا مطالبہ کیا جائے اس سلسلے میں روشن ضمیر رہبرِ اسلام نے ۲۸۔۷۔۱۳۴۱ھ ش/۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو وزیر اعظم اسد اللہ علم کے نام اپنے تار میں انتخابات کے امیدواروں اور رائے دہندگان کے مُسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے اور قرآن کریم کی قسم کو لغو قرار دینے پر غم و غصّے کا اظہار کرتے

ہوئے کہا:

"ایران کے علمائے کرام، مقاماتِ مقدسہ اور تمام مُسلمان مخالفِ شرع امور میں قطعاً خاموش نہیں ہوں گے اور خدا کی قوت و مدد سے خلافِ اسلام باتیں کبھی قانون نہیں بن سکیں گی۔" اس ٹیلی گراف میں شاہ کی غیر قانونی اور غیر اسلامی قرارداد کی فوری تنسیخ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

وزیر اعظم کی طرف سے حضرت امام خمینیؒ اور دوسرے علمائے قُم کے ٹیلی گراف کا جواب ایک مہینہ تک موصول نہ ہوا اس عرصے میں قُم اور دوسرے شہروں میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوتے۔ جواب میں جتنی تاخیر ہو رہی تھی، عوام اتنے ہی زیادہ بھڑک رہے تھے۔ شہروں اور دیہاتوں کے علماء نے بھی شاہ اور علم کے نام احتجاجی مراسلے اور ٹیلی گراف ارسال کئے اور پے در پے جلسوں کا انعقاد کر کے انہوں نے امام خمینیؒ اور تمام علمائے قُم کی حمایت اور حکومت کی مخالفت کا عملی مظاہرہ کیا۔ ان احتجاجی جلسوں میں امام خمینیؒ اور دوسرے علمائے کرام کے احتجاجی مراسلے کی پرزور تائید اور شاہ اور عَلَم کی حکومت کی کھلم کھلا مخالفت کی گئی۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں مطالبہ کیا کہ امامؒ کے تار کا فوری جواب دیا جائے انہوں نے کہا حکومت کان کھول کر سُن لے کہ جب تک یہ غیر اسلامی قرارداد منسوخ نہیں ہوگی، عوام کا احتجاج ختم نہیں ہوگا۔

ایک دن صبح نو بجے کے قریب، امام خمینیؒ کے حلقۂ درس میں، بغیر کسی پیشگی اطلاع کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے مسجد کا وسیع اندرونی حصّہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے بھر گیا۔ امامؒ نے دریافت کیا: "آپ حضرات کو کوئی کام ہے" اس ہجوم میں سے کسی نے کہا "جب ہمارے دین کو خطرہ لاحق ہے تو آپ ایسے حالات میں درس کیوں دیتے ہیں! درس کا کیا فائدہ؟ آپ درس کا سلسلہ ختم کیجیے، ہم بھی اپنے اپنے کام چھوڑ دیتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں کہ کیا ہوگا!" امامؒ نے اس موقع پر فرمایا: "جو لوگ یہ باتیں سن رہے ہیں اور عوام کے سچے جذبات کا مشاہدہ کر رہے ہیں وہ ان حقائق کو حکومت تک پہنچائیں کہ وہ عوام کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ اس سے زیادہ نہ کھیلے، علمائے اسلام دست بردار ہونے والے نہیں ہیں۔ اگر حکومت کا یہ خیال ہے کہ آج اور کل پر ٹال مٹول کرنے سے عوام اس بات کو بھول جائیں گے تو یہ خام خیالی ہے۔"

حالات اس نہج پر چل رہے تھے۔ لوگوں کے جذبات عروج پر تھے۔ عوام کا غم و غصہ روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ ان حالات میں امام امتؒ نے دوبارہ ایک ٹیلی گراف شاہ کو اور ایک حکومت کو ارسال کیا۔ امامؒ نے شاہ کے نام اپنے ٹیلی گراف میں لکھا:

"اسد اللہ علم نے کھلم کھلا قانونِ اسلام اور بنیادی قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ قرآن مجید کی قسم کو صحیح تسلیم نہ کرنے کا حکم دے کر وہ اس خیال میں ہے کہ (نعوذ باللہ) اس نے قرآن کی اہمیت ختم کر دی ہے اور وہ اوستا، انجیل اور بعض گمراہ کن کتابوں کو قرآن کا ہم پلہ بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

وزیر اعظم کے نام امامؒ نے اپنے تار میں فرمایا۔

"اگر تم اس خیال میں ہو کہ اس عارضی اقتدار کے بل بوتے پر زرتشت کی اوستا، انجیل یا بعض گمراہ کن کتابوں کو قرآن کے ہم پلہ قرار دینے اور کروڑوں مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن کریم کا رتبہ کم کر کے قبل از اسلام کے تاریک دور کا احیاء کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔

اگر تم اس خیال میں ہو کہ غلط اور بنیادی قانون کی مخالف قرارداد کی منظوری سے تم بنیادی قانون کو جو ملک کی آزادی کا ضامن ہے، کمزور کر دو گے اور اسلام اور ایران کے خائن دشمنوں کے لیے راستہ ہموار کر لو گے تو تم غلطی پر ہو۔

میں تمہیں ایک بار پھر نصیحت کرتا ہوں کہ خدائے بزرگ و برتر کی اطاعت اور بنیادی قانون کا احترام کرو۔ قرآن اور مسلمانوں کے علماء و فضلاء کے احکام سے انحراف کے تلخ اور عبرتناک نتائج سے ڈرو اور جان بوجھ کر ملک کی سلامتی کو خطرے میں ڈالو، وگرنہ علمائے اسلام تمہارے بارے میں اپنی رائے کے اظہار سے اجتناب نہیں کریں گے۔"

شدید سنسر کے باوجود یہ ٹیلی گراف ملک بھر میں وسیع پیمانے پر شائع ہوئے اور عوام میں ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو گئے۔

دنیا کے بیدار دل مسلمانوں نے دوسرے ممالک سے بھی بہت سے ٹیلی گراف اور مراسلے بھیج کر ایران کے مسلمان عوام کی اسلامی تحریک کی حمایت کی۔ انہوں نے عوام

اور علمائے قم کو ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

آخر کار فاسد حکومت کے خلاف علماء اور عوام کی قابلِ رشک جد و جہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس پٹھو حکومت نے سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر اپنی حکومت کے تحفظ کے لیے اپنے الفاظ، واپس لے لیے اور پسپائی اختیار کی۔

علمائے کرام اور قوم کو نصیب ہونے والی اس کامیابی سے حکومت کو بآسانی اندازہ ہو گیا کہ علماء کا یہ باہمی اتحاد اور عوام کی تائید و حمایت انہیں اس ملک میں استعماریوں اور درندہ صفت بین الاقوامی لٹیروں کی منحوس اور غیر اسلامی پالیسیوں پر عمل نہیں کرنے دے گی۔

اب کی بار حکومت نے علماء اور عوام میں افتراق پیدا کر کے اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے ان کے انتشار سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور انقلاب اور جمہوریت کی آڑ میں اسلام اور عوام کے خلاف نئی چال چلی۔ حکومت نے مزدوروں، کسانوں، عورتوں اور محرومین کے حقوق کا نعرہ بلند کیا۔ خوش قسمتی سے امامؒ نے اپنی خداداد فراست سے یہ سب چالیں سمجھ لیں اور لوگوں کو ان سے آگاہ کیا۔ "انقلاب سفید" کے نام سے کی جانے والی ان نام نہاد استعماری اور غیر اسلامی اصلاحات کے خلاف امامؒ کی راہنمائی میں عوام کی جد و جہد جاری رہی۔ ایران کے علماء اور عوام اپنے لیڈر کی قیادت میں اسی طرح ان استعماری پالیسیوں کے خلاف زور دار صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔

فیضیہ کا سانحہ

شاہ کے لیے یہ متحدہ مزاحمت ناقابلِ برداشت تھی۔ اس کے سدِّباب کے لیے اسے بہترین ترکیب یہی سوجھی کہ قتلِ عام کا خونی کھیل کھیلا جائے۔ لوگوں کے اعتراضات کے مقابلے میں سنگدل اندھی حکومت کو یہی سوجھتا تھا۔ آخر ایک دن اس درندگی کے مظاہرے کا وقت بھی آ گیا۔

۲۵ شوال/۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء کا دن تھا۔ اسلامی علوم کی عظیم تاریخی درسگاہ مدرسہ فیضیہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے یوم شہادت کے سلسلے میں

مجلس عزا منعقد ہوئی تھی۔ مدرسہ کا صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہ اچانک شاہ کے مسلح نمک خوار سپاہیوں نے مدرسہ پر ہلہ بول دیا۔ وہ "شاہ زندہ باد" اور "اسلام مردہ باد" جیسے نعرے لگا رہے تھے۔ ان سنگدلوں نے نہایت بے رحمی سے مکتبِ قرآن کے معصوم اور نہتے طلبہ کو خاک و خون میں غلطاں کر دیا۔ انہوں نے بے شرمی اور درندگی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ کچھ دن بعد حکومت نے اس سانحے میں زخمی ہونیوالوں کو ہسپتالوں سے جبراً نکال کر انسانیت کی تذلیل کی اور تمام انسانی و اخلاقی قوانین کو پس پشت ڈال دیا۔

فیضیہ کا یہ دردناک سانحہ جس میں کچھ نوجوان انقلابی طلبہ نے جام شہادت نوش کیا اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے، انقلاب اسلامی کی جدوجہد کی تاریخ کا درخشندہ و تابندہ واقعہ ہے۔ یہ سانحہ استعمار و استکبار کی ایجنٹ حکومت کے دامن پر سب سے نمایاں بدنما داغ ہے۔

اس گھٹن کے دور میں امامؒ نے حکومت اور اس کی پولیس کے خلاف اتنے زوردار انداز میں شدید بیانات جاری کیے کہ انسان کو تعجّب ہوتا ہے۔ بلاشبہ ان ناگفتہ بہ حالات میں ایسے بیانات ناقابلِ یقین محسوس ہوتے ہیں۔

کس میں اتنی ہمت تھی کہ اتنی دلیری سے حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہہ سکے کہ :

"اب میں تمہارے سپاہیوں کی سنگینوں کے لیے اپنے دل کو تیار کر چکا ہوں لیکن میں تمہاری زیادتیوں کو قبول نہیں کروں گا اور نہ ہی تمہارے ظلم و ستم کے آگے جھکوں گا۔

کس میں اتنی ہمت تھی کہ شاہ کو ان الفاظ میں مخاطب کرے۔

"اے شاہ، اے جناب شاہ، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ کام چھوڑ دے یہ لوگ تجھے غافل کر رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ دن آئے جب تو بھاگ نکلے اور لوگ سکھ کا سانس لیں۔ میں تجھے ایک داستان سناتا ہوں جو اس ملک کے بوڑھوں اور چالیس سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو یاد ہے۔ تیس سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو بھی یاد ہوگی تین غیر ملکی قوتوں نے ہم پر حملہ کر دیا تھا۔ روس، برطانیہ اور

امریکہ نے ہم پر حملہ کر دیا۔ لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا نقصان ہو رہا تھا لیکن خدا گواہ ہے کہ لوگ خوش تھے کہ پہلوی چلا گیا ہے میں نہیں چاہتا کہ تو بھی اسی انجام سے دوچار ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے۔ لیکن تو اپنے کرتوتوں سے باز آجا۔ قوم کے ساتھ اتنا مذاق نہ کر علماء کے ساتھ اتنی مخالفت نہ کر۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ تم علماء کے مخالف ہوگئے ہو تو تم اپنے حق میں بہت بُرا کر رہے ہو۔ اگر تمہیں کوئی پالیسی بنا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا اعلان کر اور اس پر عمل کر، تو تُو سوچے سمجھے بغیر وہی رٹی رٹائی باتیں کیوں کرنے لگتا ہے؟ کیا علمائے اسلام حیوانات نجس ہیں؟ تُو کہتا ہے یہ لوگ حیوانات نجس ہیں تو کیا قوم بھی انہیں یہی کچھ سمجھتی ہے؟ اگر علمائے کرام حیوانات نجس ہیں تو ساری قوم ان کے ہاتھ کیوں چُومتی ہے؟ کبھی کسی نے حیوانات نجس کے ہاتھ بھی چُومے ہیں؟ لوگ تبرک کے طور پر ان کا جوٹھا پانی کیوں پیتے ہیں؟ حیوانات نجس کی جوٹھی چیزیں کھائی جاتی ہیں؟ ہم حیوانات نجس ہیں؟ (حاضرین کی شدید گریہ وزاری) خدا کرے تیرا اصل مطلب یہ نہ ہو۔ خدا کرے تیری اس بات سے مراد علمائے کرام نہ ہوں کہ "بدبخت رجعت پسند حیوانات نجس کی طرح ہیں"۔ وگرنہ ہمارے لیے اور تمہارے لیے مشکل پیدا ہو جائے گی۔ تو زندہ نہیں رہ سکے گا۔ قوم تجھے زندہ نہیں رہنے دے گی۔ ایسے کام نہ کر! میری نصیحت سن لے! تُو پینتالیس برس کا ہوگیا ہے، اب بس کر"! امامؒ اسی طرح حکومت کے مفاسد اور مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔ انہوں نے انقلابِ سفید کی بات کی، نمائشی اصلاحات اور زن و مرد کی مساوات کا ذکر کیا، اسرائیل اور بہائیت کے گمراہ فرقہ کو ہدفِ تنقید بنایا۔ امام کا یہ سارا خطاب شاہ سے تخاطب پر مبنی تھا۔

امامؒ نے فرمایا :

"کیا تو بھاتا ہے کہ میں کہہ دوں کہ یہ کافر ہے، تاکہ تجھے نکال باہر کیا جائے"؟

مزید فرماتے ہیں :

"یہ لوگ سب کچھ تیرے کندھوں پہ ڈال رہے ہیں اور تجھ بیچارے کو کوئی خبر نہیں جب تجھ پر بُرا وقت آئے گا تو آج جو لوگ تیرے ساتھ ہیں، ان میں سے کوئی بھی تیری رفاقت نہیں کرے گا"

امام پکارے:

"شاہ اور اسرائیل میں کیا تعلقات ہیں؟ کہ سلامتی کونسل کہتی ہے کہ اسرائیل کی بات نہ کیجیے اور شاہ کی بات بھی نہ کیجیے! ان دونوں کی آپس میں کیا مناسبت ہے؟ کیا شاہ اسرائیلی ہے؟"

۱۵۔ خرداد (۵ جون ۱۹۶۳ء) انقلاب کا نقطۂ آغاز

ایسی شعلہ بار تقریریں کرنے، عوام کو جدوجہد کا درس دینے، حکومت کی خرابیوں کی نشاندہی اور ان کے اقتدار کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۵۔ جون ۱۹۶۳ء کو آزادی پسند مسلمانوں کی صفوں پر شاہ کے سپاہیوں نے وحشیانہ حملہ کر دیا اور تقریباً پندرہ ہزار بے گناہ افراد شہید ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد عوام پر اتنی سختی کی گئی کہ اکثر احتجاجی آوازوں کو گلے ہی میں دبا دیا گیا امامؒ کو گرفتار کر کے کچھ عرصہ نظر بند رکھا گیا۔ جیل سے نکلنے کے بعد ان ناگفتنی حالات میں بھی امامؒ نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور اسی طرح حکومت کی بدعنوانیوں سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے۔ حکومت انہیں شہید کرنے سے خوفزدہ تھی، آخر انہیں جلاوطن کر دیا گیا کہ شاید اسی طرح عوام کی تحریک کمزور پڑ جائے۔

جلاوطنی کا دور

حضرت امام خمینیؒ کی جلاوطنی کا آغاز ترکی سے ہوا۔ بعد میں آپ عراق اور پھر مختصر عرصہ کے لیے فرانس چلے گئے۔ آپ کو جلاوطن کر کے شاہ اس خام خیالی میں مبتلا ہوگیا کہ وہ لوگوں کو اپنے مرجعِ عالی قدر سے محروم کر دینے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ لیکن امامؒ نے جلاوطنی کا سارا طویل عرصہ بہترین انقلابی علماء کی تربیت پر صرف کیا اور معاشرے کو ایک بنیادی انقلاب کے لیے تیار کرتے رہے اس عرصے میں امامؒ کے عزیز ساتھی اور ان کے یارانِ وفادار اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک انقلاب کے لیے فضا سازگار کرتے رہے۔

نیز امامؒ نے اپنے درسوں میں اسلامی حکومت کا مکمل خاکہ پیش کیا، جو اسی زمانے میں "حکومت اسلامی" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوگیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے شاہ کی حکومت کی بداعمالیوں کا ذکر بھی جاری رکھا۔ بلاشبہ اس زمانے میں امامؒ کے اردگرد وہ تمام لوگ جمع ہوگئے تھے جو شاہ کے مخالف اور اسلامی حکومت کے قیام کے خواہشمند تھے۔

امامؒ کی وطن واپسی

پندرہ سال جلاوطنی کے بعد امامؒ نے ۱۲ بہمن ۱۳۵۷ ھ ش / یکم فروری ۱۹۷۹ء کو ایران کی سرزمین پر قدم رکھا۔ اب وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے رہبر اور ساری کائنات کے آزادی پرستوں کے دل کی امید تھے۔ امامؒ نے ساری دُنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ آپؒ ایران کی نئی تاریخ بنانے آئے تھے۔ تاریخ ان کے استقبال کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ قوم نے ان کے راستے میں جان و دل بچھائے۔ امامؒ گیارہ سال تک اسلامی جمہوریۂ ایران میں مہرِ درخشاں بن کر چمکتے رہے اور ان کے وجودِ مسعود سے قوم کو زندگی کی حرارت ملتی رہی۔

روحِ خداؒ کا خدا سے وصال

آخر کار امام خمینیؒ، جنہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں اور حریت پسندوں کو زندگی گزارنے کا انداز سکھایا، ۱۳ خرداد ۱۳۶۸ ھ ش / ۳ جون ۱۹۸۹ء ہفتہ کو رات دس بجکر بیس منٹ پر راہیِ عالمِ بقا ہوئے۔ امامؒ آج ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کا قابلِ فخر اسوۂ زندگی جو انبیاؑ اور تاریخ کے حریت پسندوں کا آئین ہے، ابد تک زندہ رہے گا اور ان کی حیاتِ طیبہ کا صحیفۂ نورانی قیامت تک اپنی کرنیں بکھیرتا رہے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشگفتار

حدیثِ ثقلین کی اہمیت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

إِنّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي فَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّىٰ يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

ترجمہ : مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور اپنے اہل بیتؑ۔ یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے ہاں لوٹ آئیں گی۔

الحمدُ للهِ وسبحانَكَ اللّهُمَّ صَلِّ علىٰ مُحَمَّدٍ وآلِهِ مَظاهِرِ جَمالِكَ وجَلالِكَ و خزائِنِ أسرارِ كِتابِكَ الّذي تَجَلّىٰ فيهِ الأحديّةُ بجميعِ أسمائِكَ حتّىٰ المستأثَرِ منها الّذي لا يَعلَمُهُ غيرُكَ واللّعنُ علىٰ ظالِمِيهِم أصلِ الشّجرةِ الخبيثةِ

ترجمہ : تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور تُو پاک ہے لے اللہ، درود بھیج حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ پر جو مظہر ہیں تیرے جمال وجلال کے اور خزانے ہیں تیری اس کتاب کے اسرار کے جس میں احدیت جلوہ گر ہے، تیرے تمام اسماء کے ساتھ، حتیٰ کہ وہ خاص (اسم) بھی جسے تیرے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور لعنت ہو ان پر ظلم کرنے والوں پر جو شجرۂ خبیثہ کی جڑ ہیں۔

امّا بعد:

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ "ثقلین" کے بارے میں مختصراً کچھ باتیں بیان کروں، نہ ان کے غیبی، باطنی اور عرفانی مقامات کے بارے میں کیونکہ اس ضمن میں مجھ ایسے شخص کا قلم عاجز ہے کہ ان کے اس مرتبے کے متعلق کوئی جسارت کرے کہ جس مرتبے کی معرفت مُلک سے ملکوتِ اعلیٰ تک اور وہاں سے لاہوت تک کے تمام دائرۂ وجود کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جو ہمارے فہم و ادراک سے ماوراء ہے جس کو برداشت کرنا ہمارے بس سے باہر ہے، جس کے بارے میں اگر مَیں کچھ نہ کہوں تو بھی بجا ہے کہ اس کے متعلق کچھ کہنا ناممکن ہے اور نہ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ثقلِ اکبر اور ثقلِ کبیر کے بلند و بالا مقام کے حقائق سے دُور رہ کر انسانیت پر کیا بیتی ہے، وہ ثقلِ کبیر جو خود ثقلِ اکبر کے سوا ہر چیز سے عظیم تر ہے کہ وہ تو اکبرِ مطلق ہے اور نہ میں ان تفصیلات میں جانا چاہتا ہوں کہ ان دو ثقلین پر دشمنانِ خدا اور بازی گر طاغوتیوں کے ہاتھوں کیا گذری۔ معلومات کی کمی اور وقت کی قلت کے پیشِ نظر مجھ جیسے شخص کے لئے ان دشمنانِ خدا کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ بلکہ مَیں نے مناسب یہی سمجھا ہے کہ جو کچھ ان دو ثقلین پر بیتی ہے اس کے متعلق نہایت مختصر اور سرسری اشارہ کرتا چلوں۔

شاید یہ جملہ "لن یَفترِقا حتّیٰ یَرِدا علَیّ الحَوض" اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وجودِ مقدس کے بعد ان دو ثقلین میں سے ایک پر جو کچھ گذرے، دوسرے پر بھی گویا وہی کچھ گذرا ہے اور کسی ایک کو چھوڑ دینا، دوسرے کو نظر انداز کر دینے کے مترادف ہے یہاں تک کہ یہ دونوں نظر انداز شدہ چیزیں حوضِ کوثر پر رسول اللہ (ص) کی خدمت میں پہنچ جائیں اور کیا یہ حوض وحدت کے ساتھ کثرت کا مقامِ اتّصال ہے اور سمندر میں قطروں کا گم ہو جانا ہے یا کوئی اور چیز کہ جس تک انسانی عقل و عرفان کی رسائی نہیں؟

ثقلِ کبیر اور ثقلِ اکبر کے ساتھ طاغوتیوں کا رویّہ

کہنا چاہیئے کہ مسلمان اُمّت بلکہ پوری انسانیت کے لئے رسول اللہ (ص) کی ان دو امانتوں پر طاغوتیوں نے جو ظلم ڈھائے ہیں، قلم انہیں بیان کرنے سے عاجز ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ

ذکر ہے کہ یہ حدیثِ ثقلین تمام مسلمانوں میں حدیثِ متواتر کی حیثیت رکھتی ہے اور اہلِ سُنّت کی صحاحِ ستّہ اور ان کی دیگر کتابوں میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ میں رسول اللہ (ص) سے متواتر نقل کی گئی ہے اور یہ حدیث شریف تمام انسانوں خصوصاً مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لئے حُجّتِ قاطعہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اتمامِ حجت کے بعد جوابدہی کے لئے تیار رہیں اور اگر بے خبر جاہلوں کے لئے کوئی عذر ہو تو ہو لیکن مختلف فرقوں کے علماء کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کتابِ خدا پر جو ودیعتِ الٰہی اور ورثۂ پیغمبرِ اسلام (ص) ہے، کیا بیتی؟ حضرت علی (ع) کی شہادت کے بعد سے ایسے افسوسناک مسائل شروع ہو گئے جن پر خون کے آنسو بہانا چاہئیں۔ خود پرستوں اور طاغوتیوں نے قرآن کریم کو اپنی قرآن دشمن حکومتوں کے لئے ایک وسیلہ بنا لیا۔ انہوں نے مختلف بہانوں اور پہلے سے کی گئی سازشوں کے ذریعے قرآن کے حقیقی مفسرین اور اس کے ان حقائق آشناؤں کو منظر سے دُور کر دیا۔ جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ (ص) سے سیکھا تھا اور جن کے کانوں میں "اِنّی تارِکٌ فیکُمُ الثقلین" کی صدا گونج رہی تھی۔ انہوں نے قرآن کو جو حقیقت میں انسانیت کے لئے حوضِ کوثر پر پہنچ جانے تک مادی و روحانی زندگی کا عظیم ترین دستور ہے، بالکل نظر انداز کر دیا اور عدلِ الٰہی کی حکومت پر خطِ بطلان کھینچ دیا کہ جو اس مقدس کتاب کے اہداف میں سے تھی اور ہے۔ انہوں نے دینِ خدا اور کتاب و سنّتِ الٰہی سے انحراف کی بنیاد رکھی پھر نوبت جہاں تک پہنچی اُس کی تفصیل میں جانے سے قلم کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ ٹیڑھی بنیاد جُوں جُوں اوپر اُٹھتی گئی، گمراہیاں اور انحرافات اتنے ہی بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ قرآن کریم جو دُنیا والوں کی رُشد و ہدایت اور تمام مسلمانوں بلکہ سارے انسانی کُنبے کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے احدیت کے مقامِ بلند سے کشفِ تامِ محمّدی (ص) پر نازل ہوا تھا تاکہ انسانوں کو اس مقام تک پہنچائے جہاں انہیں پہنچنا چاہیئے۔ علم الاسماء کے اس مظہر انسان کو شیاطین اور طاغوتوں کے شر سے نجات دے، کائنات کو قسط و عدل تک پہنچائے اور حکومت کو معصوم اولیاء اللہ علیہم صلوات الاولین والآخرین کے حوالے کرے

تاکہ پھر وہ اس حکومت کو ایسے شخص کے سپرد کردیں جو انسانیت کے لئے مفید ہو۔ لیکن ان خود پرستوں اور طاغوتیوں نے اس قرآن کریم کو منظر سے یوں ہٹا دیا کہ جیسے ہدایت کے سلسلے میں اس کا کوئی کردار ہی نہ ہو اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ قرآن کریم ظالم حکومتوں اور طاغوتیوں سے بھی بدتر خبیث مُلّاؤں کے ہاتھوں ظلم و فساد کے اجراء اور دشمنانِ خُدا اور ظالموں کی بداعمالیوں کی توجیہ کا ذریعہ بن گیا۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سازشی دشمنوں اور جاہل دوستوں کے ہاتھوں میں آکر یہ تاریخ ساز کتاب صرف قبرستانوں اور مرنے والوں کے لئے ایصالِ ثواب کی مجالس تک محدود ہوکر رہ گئی اور ابھی تک یہی صورت حال ہے اور جسے تمام مسلمانوں اور انسانوں کی یک جہتی کا ذریعہ اور ان کی کتابِ زندگی بننا چاہیئے تھا وہ تفرقہ و اختلاف کا باعث بن گئی یا مکمل طور پر منظر سے ہٹ گئی اور ہم نے دیکھا کہ اگر کسی نے اسلامی حکومت کی بات کی یا سیاست کا نام لیا جبکہ اسلام، رسول خدا (ص)، اور قرآن و سنت کے عظیم کردار اس سے چھلک رہے ہیں تو گویا اس نے کسی بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ سیاسی مُلّا کا لفظ بے دین مُلّا کا مترادف بن چکا تھا اور ابھی تک صورتحال یہی ہے۔ حال ہی میں بڑی شیطانی طاقتیں منحرف اور اسلامی تعلیمات سے دُور ایسی حکومتوں کے ذریعے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو جھوٹ موٹ اسلام سے وابستہ کر رکھا ہے، قرآن کو مٹانے اور بڑی طاقتوں کے شیطانی عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قرآن کو خوبصورت رسم الخط میں چھاپ کر اطراف و اکناف میں بھیج رہی ہیں اور اس شیطانی حیلے سے قرآن کریم کو منظر سے اوجھل کر رہی ہیں۔

ہم سب نے محمد رضا پہلوی کا شائع کردہ قرآن کریم دیکھا ہے، اس نے وہ قرآن کریم شائع کرکے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے لیا اور مقاصدِ اسلامی سے بعض بے خبر مُلّا اس کے مدّاح بھی تھے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاہ فہد ہر سال عوام کی بے پایاں دولت کا بہت سا حصّہ قرآن کریم کی طباعت اور قرآن دشمن مذہب کے تبلیغی مراکز پر خرچ کرتا ہے اور سراپا بے بنیاد اور خرافاتی مسلک وہابیت کی ترویج کرتا ہے، غافل اقوام کو بڑی طاقتوں کی طرف ہانکے لئے جاتا ہے اور اسلام اور قرآن کریم کو اسلام و قرآن کے انہدام کے سلسلے میں استعمال

کر رہا ہے۔

اسلام کی پیروی، قرآن سے وسیلہ جوئی اور عترت سے وابستگی ہمارے لئے قابلِ فخر ہے

ہمیں اور ہماری قوم کو فخر ہے جو سرتاپا اسلام اور قرآن سے وابستہ ہے کہ وہ ایک ایسے مذہب کی پیرو ہے جو یہ چاہتا ہے کہ ان حقائقِ قرآنی کو جو سراسر وحدتِ مسلمین بلکہ وحدتِ انسانیت کے علمبردار ہیں، مقبروں اور قبرستانوں سے نجات دے کر انسانیت کے عظیم ترین نجات دہندہ کی حیثیت سے، اُسے اُن تمام بندشوں سے رہائی دلائے جو اس کے ہاتھ پاؤں اور قلب و عقل پر مسلط ہیں اور اسے فنا، نیستی، غلامی اور طاغوتیوں کی بندگی کی طرف کھینچے لئے جاتی ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسے مذہب کے پیرو ہیں جس کی بنیاد خدا کے حکم پر رسول کریم ص نے رکھی تھی اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (ع) جیسا تمام قیود سے آزاد بندۂ خدا، انسانوں کو تمام زنجیروں اور غلامیوں سے رہائی دلانے پر مامور ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ کتاب نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی و روحانی زندگی کا عظیم ترین دستور، انسانیت کو آزادی عطا کرنے والی بلند ترین کتاب ہے اور جس کے روحانی اور حکومتی احکام سب سے بڑی راہِ نجات ہیں وہ ہمارے امام معصوم کا کلام ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ تمام ائمہ معصومین حضرت علی ابن ابی طالب (ع) سے لے کر انسانیت کے نجات دہندہ حضرت مہدی صاحب الزمان علیہم الاف التحیۃ والسلام تک جو قادرِ مطلق کی قدرت سے زندہ اور ہمارے تمام امور کے شاہد ہیں، ہمارے امام ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ زندگی بخش دعائیں جنہیں "قرآن صاعد" (آسمان کی طرف اُٹھنے والا قرآن) کہتے ہیں، ہمارے ائمہ معصومین کی ہیں۔ ائمہ کی "مناجات شعبانیہ"، حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی "دعائے عرفات"، "صحیفۂ سجادیہ" جو آل محمدؐ کی زبور ہے اور "صحیفۂ فاطمیہ" جو حضرت زہراؑ مرضیہ (ع) پر خدا کی طرف سے القاء اور الہام شدہ ہے، یہ سب ہماری ہیں اور ہمارے لئے باعثِ افتخار ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ باقر العلوم ہمارے ہیں جو تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہیں اور خدا، رسولؐ اور

ائمہ معصومین (ع) کے سوا کسی نے ان کا مقام نہیں پہچانا اور ان کے سوا نہ کوئی ان کے مقام کا ادراک کر سکتا ہے۔

اور ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب جعفری ہے اور ہماری فقہ جو ایک بے پایاں سمندر ہے ہمارے مذہب کے آثار میں سے ہے۔ ہمیں تمام ائمہؑ پر فخر ہے اور ہم نے ان سب کی پیروی کا عہد کر رکھا ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین صلوات اللہ وسلامہ علیہم نے دینِ اسلام کی سربلندی اور قرآن کریم کے عملی نفاذ کے لئے، جس کا ایک پہلو حکومت عدل کی تشکیل ہے، قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں جھیلیں اور آخرکار اپنے زمانے کی ظالم اور طاغوتی حکومتوں کے خاتمے کی کوششوں میں شہید ہوگئے اور آج ہمیں فخر ہے کہ ہم قرآن و سنت کے احکام کو نافذ کر رہے ہیں۔ اس عظیم اور تاریخ ساز مقصد کی خاطر ہماری قوم کے مختلف طبقے از خود رفتہ ہو کر اپنی جان و مال اور اپنے اعزہ و اقارب کو خدا کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔

خواتین پیروانِ زینبؑ ہیں

ہمیں فخر ہے کہ خواتین، چھوٹی بڑی، نوجوان اور بوڑھی، ثقافتی اور فوجی سب شعبوں میں موجود ہیں اور مردوں کے شانہ بشانہ یا ان سے بہتر انداز میں اسلام اور قرآنی اہداف کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ جو عورتیں جنگ کی ہمت رکھتی ہیں وہ فوجی تربیت لے رہی ہیں، یہ فوجی تربیت اسلام اور اسلامی مملکت کے دفاع کیلئے اہم واجبات میں سے ہے۔ ان عورتوں نے بڑی مردانگی سے اپنے آپکو اُن محرومیوں سے نکال لیا ہے جو دشمنوں کی سازشوں اور دوستوں کی اسلام و قرآن سے ناواقفیت نے ان پر بلکہ اسلام اور مسلمانوں پر ٹھونس رکھی تھیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو ان فضول بندشوں سے آزاد کرا لیا ہے جنہیں دشمنوں نے اپنے مفادات کے لئے نادانوں اور بعض ایسے مُلّاؤں سے بنوایا تھا جنہیں مسلمانوں کے مصالح کی کچھ خبر نہیں تھی اور جو عورتیں جنگ میں شریک نہیں ہو سکتیں وہ اتنے قابلِ قدر انداز سے محاذِ جنگ کے پیچھے مختلف خدمات انجام دے رہی ہیں کہ اپنی قوم کے دل شدتِ شوق و جذبہ کی وجہ سے ہل رہے ہیں تو دشمنوں اور ان سے بدتر جاہلوں کے

دلوں پر غم و غصے کی وجہ سے لرزہ طاری ہے۔ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ معزز خواتین حضرت زینب علیہا سلام اللہ کی طرح فریاد کر رہی ہیں جبکہ وہ اپنے بیٹوں کو قربان کر چکی ہیں اور انہوں نے اللہ تعالٰی اور اسلام کی راہ میں کسی چیز سے دریغ نہیں کیا اور انہیں اس پر فخر ہے۔ وہ جانتی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے وہ بہشتِ بریں سے بھی بالاتر ہے۔ کہاں دُنیا کی ناچیز پُونجی؟

امام زمانہؑ کے ملک ایران کے خلاف امریکہ کی عاجزی اللہ تعالٰی کی غیبی مدد کا کرشمہ ہے۔

ہماری پُوری ملّت بلکہ تمام مسلمان اقوام اور دُنیا بھر کے مستضعفین کو یہ فخر ہے کہ ان کے دُشمن جو خدائے بزرگ و برتر، قرآن کریم اور اسلام کے دشمن ہیں وہ ایسے درندے ہیں جو اپنے مذموم ظالمانہ مقاصد کے لئے کسی جُرم اور خیانت سے باز نہیں آتے اور اقتدار تک پہنچنے یا اپنے گھٹیا مفادات کے حصول کے لئے دوست اور دُشمن میں بھی تمیز نہیں کرتے۔ ان میں سرفہرست امریکہ ہے جو بذاتِ خود ایک دہشت گرد ہے، اس نے پُوری دنیا میں آگ لگا رکھی ہے اور عالمی صہیونیت اس کے ساتھ ہم پیمان ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کرتی ہے کہ جنہیں لکھنے سے قلم کو اور جن کا ذکر کرنے سے زبان کو شرم آتی ہے۔ عظیم اسرائیل کا احمقانہ خیال انہیں ہر جُرم پر اُکساتا ہے۔ مسلمان اقوام اور دنیا بھر کے مستضعفین کو یہ فخر ہے کہ ان کے دشمنوں میں اُردن کا دورہ باز مجرم پیشہ شاہ حسین، حسن اور حسنی مبارک جیسے اسرائیل کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ظالم افراد ہیں جو امریکہ اور اسرائیل کی خدمت میں اپنی قوم کے ساتھ کسی خیانت سے باز نہیں آتے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارا دشمن صدام عفلقی ہے جسے ہر دوست اور دشمن اس کے جرائم اور انسانی اور بین الاقوامی حقوق کی خلاف ورزی کی وجہ سے خوب پہچانتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ عراق کی مظلوم قوم اور خلیج کی ریاستوں کے ساتھ اس کی خیانت، ایرانی قوم کے ساتھ خیانت سے کم نہیں ہے۔ ہمیں اور دُنیا کی دوسری مظلوم اقوام کو فخر ہے کہ ذرائع ابلاغ اور عالمی پروپیگنڈے کے ادارے ہر اس جرم اور خیانت کے

لیے جیں اور دنیا بھر کے تمام مظلوموں کو مطعون کرتے ہیں جن کا حکم انہیں ظالم بڑی طاقتیں دیتی ہیں۔

ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا افتخار ہوگا کہ امریکہ اپنے تمام تر دعووں اور ہر طرح کے جنگی ساز و سامان کے باوجود، اپنی تمام پِٹھو حکومتوں، غیر ترقی یافتہ مظلوم اقوام کی بے پناہ دولت پر کنٹرول اور تمام ذرائع ابلاغ پر تصرّف رکھنے کے باوجود ایران کی غیور قوم اور حضرت امام زمانہ ارواحنا لمقدمہ الفداء کے ملک کے مقابلے میں اس قدر عاجز و رسوا ہوا ہے کہ اسے سُوجھ ہی نہیں رہا کہ کہاں پناہ لے۔ وہ جدھر کا رُخ کرتا ہے، اسے نفی میں جواب ملتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا کرشمہ ہی ہے کہ اس نے مختلف اقوام خصوصاً اسلامی جمہوریہ ایران کی قوم کو بیدار کیا اور ستم شاہی کی اندھیر نگری سے نورِ اسلام کی طرف ان کی راہنمائی کی۔

نہ شرقی نہ غربی کی راہ پر ثابت قدم رہیں!

اب میں تمام معزز مظلوم اقوام اور ایران کی عزیز قوم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو سیدھا راستہ نصیب فرمایا ہے، جو نہ ملحد مشرق سے وابستہ ہے اور نہ ظالم اور کافر مغرب سے، اس پر نہایت مضبوطی، ذمہ داری اور پائیداری سے قائم رہیں اور نعمت کے شکر سے لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہ ہوں۔ بڑی طاقتوں کے ایجنٹوں کے ناپاک ہاتھ، خواہ یہ ایجنٹ بیرونی ہوں یا ان سے بھی بدتر اندرونی، ان کی پاکیزہ نیّت اور آہنی ارادے میں رخنہ نہ ڈال سکیں۔ جان لیں کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور مشرق و مغرب کی شیطانی طاقتیں جو کچھ اُلٹا سیدھا ہانک رہی ہیں، یہ سب آپ کے الٰہی قدرت کا مالک ہونے کی دلیل ہے۔ خدائے بزرگ و برتر اس دنیا میں بھی انہیں سزا دے گا اور دوسری دُنیاؤں میں بھی! بے شک وہی تمام نعمتوں کا مالک ہے اور سب کچھ اس کے دستِ قدرت میں ہے۔

میں انتہائی سنجیدگی اور عاجزی کے ساتھ تمام مسلمان اقوام سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ وہ ائمہ اطہارؑ اور دُنیائے انسانیت کے ان عظیم راہنماؤں کی سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور

فوجی تعلیمات کی تہ دل سے پیروی کریں اور اس سلسلے میں جان و مال اور عزیزوں کی قربانی کی پروا نہ کریں۔ ان تعلیمات میں سے ایک روایتی فقہ ہے پس اولیہ اور ثانویہ احکام کہ دونوں ہی اسلامی فقہ کے مکتب ہیں ان سب میں روایتی فقہ سے سر مو انحراف نہ کریں کہ یہ روایتی فقہ رسالتؐ امامت کے مکتب کی آئینہ دار اور قوموں کی عظمت اور ان کی رشد و ہدایت کی ضامن ہے اور حق و مذہب کے دشمن خنّاسوں کی وسوسہ اندازی پر کان نہ دھریں اور جان لیں کہ ایک انحرافی قدم بھی مذہب، احکام اسلامی اور حکومتِ الٰہی کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ نمازِ جمعہ اور نمازِ باجماعت بھی انہی سے ہیں جو نماز کے سیاسی پہلو کا مظہر ہیں اس سے ہرگز غفلت نہ کریں کہ یہ نمازِ جمعہ اسلامی جمہوریہ ایران پر خدا کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہیں۔

عزاداری سیدالشہداءؑ سے غفلت نہ کریں

اسی طرح عزاداریِ ائمۂ اطہارؑ خصوصاً سیدالشہداء مظلوم کربلا حضرت ابی عبداللہ الحسین (آپ پر اللہ تعالیٰ، انبیا، ملائکہ اور صلحاء کا درود و سلام ہو) کے مراسمِ عزاداری سے کبھی غفلت نہ کریں کہ یہ بھی تعلیماتِ ائمہؑ کا حصہ ہیں

مکتبِ رسالت و امامت کے دشمنوں پر نفرین پُوری تاریخ کے ظالموں کے خلاف اقوام کی مردانہ وار فریاد ہے۔

اور جان لیں کہ تاریخِ اسلام کی اس داستانِ شجاعت کی تجلیل کے لئے ائمہ اطہارؑ کا جو حکم ہے اور آل بیتؑ پر ظلم کرنے والوں پر جو لعنت و نفرین ہے وہ ابد تک کے لئے پوری تاریخ کے ظالموں کے خلاف مختلف اقوام کی مردانہ وار فریاد ہے! اور جان لیں کہ بنی امیہ لعنۃ اللہ علیہم کے ظلم و ستم کے خلاف لعنت و نفرین اور فریاد، باوجودیکہ وہ ختم ہوگئے ہیں اور جہنم واصل ہو چکے ہیں، دُنیا بھر کے ظالموں کے خلاف فریاد اور اس ظلم شکن فریاد کی بقاء کی ایک کوشش ہے۔

اور ضروری ہے کہ نوحوں، مرثیوں اور ائمۂ حق علیہم سلام اللہ کے مدحیہ اشعار میں پُوری شدّت کے ساتھ ہر زمانے اور ہر ملک کے ظالموں کے ظلم و ستم اور ان کی بداعمالیوں کا ذکر کیا جائے

اور دورِ حاضر جو امریکہ، روس اور ان سے وابستہ تمام قوموں کی وجہ سے دُنیائے اسلام کی مظلومیت کا زمانہ ہے کہ خدا کے عظیم حرم کے غاصب آلِ سعود بھی انہی ظالموں میں شامل ہیں۔ ان سب پر خدا، اس کے ملائکہ اور اس کے رسولوں کی لعنت ہو، پوری شدّ و مد کے ساتھ ان کا ذکر کیا جائے اور ان پر لعنت و نفرین کی جائے۔ ہم سب کو جان لینا چاہیئے کہ یہی سیاسی رسومات وحدتِ مسلمین کا سبب ہیں اور مسلمانوں خصوصاً ائمۂ اثناعشر علیہم صلوات اللہ وسلّم کے شیعوں کی قومیت کے محافظ ہیں۔

اور ضروری ہے کہ میں یہ یاد دہانی کرادوں کہ میرا یہ سیاسی اور الٰہی وصیت نامہ صرف ایران کی عظیم قوم کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ تمام اسلامی اقوام اور دنیا کے ہر مذہب و ملّت کے مظلوموں کے لئے ہے۔

میری خدائے بزرگ و برتر سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ لمحہ بھر کے لئے بھی ہمیں اور ہماری قوم کو اپنے حال پر نہ چھوڑے اور ان فرزندانِ اسلام اور عزیز مجاہدین پر لمحہ بھر کے لئے اپنی غیبی عنایات سے دریغ نہ فرمائے۔

رُوح اللہ الموسوی الخمینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ پُرشکوہ عظیم اسلامی انقلاب جو لاکھوں قیمتی انسانوں، ہزاروں زندۂ جاوید شہیدوں اور ایسے مصیبت زدگان (جو زندہ شہید ہیں) کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ یہ لاکھوں مسلمانوں اور دُنیا بھر کے مستضعفین کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اس کی اہمیت اس قدر ہے کہ اس کا حق ادا کرنا زبان و قلم کے دائرے سے باہر ہے۔ میں رُوح اللہ موسوی خمینی اپنی تمام ترخطاؤں کے باوجود خدائے بزرگ و برتر کے عظیم کرم سے مایوس نہیں ہوں اور میرے پُرخطر راستے کا زادِ سفر، کریم مطلق کے کرم سے میری یہی دلی وابستگی ہے۔ میں ایک حقیر طالب علم کی حیثیت سے اپنے دوسرے برادرانِ ایمانی کی طرح اس انقلاب، اس کے ثمرات کی بقاء اور اس کی زیادہ سے زیادہ کامیابی کی اُمید رکھتا

ہوں، اپنی وصیت کے طور پر موجودہ نسل اور آنے والی قابلِ احترام نسلوں کو کچھ باتیں عرض کرتا ہوں، اگرچہ بہت سی باتوں میں تکرار بھی ہوسکتا ہے اور اس بخشنے والے خدا سے میری دُعا ہے کہ وہ ان ناصحانہ وصیتوں کے بیان میں مجھے خلوصِ نیت عطا فرمائے۔

انقلاب اسلامی ایران تحفۂ الٰہی اور ہدیۂ غیبی ہے

۱۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ عظیم انقلاب، جس نے ایران کو عالمی لٹیروں اور ظالموں کے چنگل سے نجات دلائی، یہ خدا کی غیبی تائیدات سے کامیاب ہوا ہے۔ اگر اس میں خدائی طاقت کارفرما نہ ہوتی تو ۳۶ ملین افراد کے لئے یہ انقلاب لانا ممکن نہیں تھا۔ ان حالات میں جبکہ خاص طور پر ان آخری سو سالوں میں اسلام اور علماء کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا، دانشور، قلمکار اور مقررین اخبارات، رسائل اور تقاریر میں اسلام اور ملت کی دشمن محفلوں اور مجلسوں میں قوم کے نام پر قوم میں بے حساب تفرقہ اندازی کرتے رہے، طرح طرح کے اشعار لکھے گئے، بذلہ گوئی کے مظاہرے کئے گئے، نوجوان نسل جسے اپنے عزیز وطن کی تعمیر و ترقی کے لئے سرگرم عمل ہونا تھا، اسے مفلوج کر دینے کے لئے عیاشی، فحاشی، جوئے اور منشیات کے اڈے قائم کئے گئے، فاسد شاہ، اس کے احمق باپ، دیگر حکومتوں اور سپر پاورز کے سفارت خانوں کی طرف سے منعقد کی جانے والی خصوصی محافل کی خیانتوں سے فتنہ و فساد پروان چڑھا، حالانکہ یہ سب کچھ قوم کی مرضی کے خلاف اس پر ناروا بوجھ تھا۔ اس سے بدتر یہ کہ یونیورسٹیاں، سکول اور دوسرے تعلیمی ادارے جنہیں ملک کی تقدیر سونپی جاتی تھی، سب سے زیادہ بدحالی کا شکار تھے، مغرب زدہ یا مشرق زدہ اساتذہ کا تقرر کر کے اسلام اور صحیح قومی اسلامی ثقافت کے سو فیصد برعکس قومیت اور قوم پرستی کو اُبھارا گیا۔ اگرچہ ان اساتذہ میں کچھ درد دل رکھنے والے مخلصین بھی تھے لیکن انتہائی قلیل تعداد رکھنے اور بالکل الگ تھلگ کر دیئے جانے کی وجہ سے وہ کوئی مثبت کام انجام نہیں دے سکتے تھے۔ ایسے ہی بیسیوں دوسرے مسائل تھے مثلاً علماء کو گوشہ نشینی پر مجبور کر دینا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ان میں سے اکثر کو فکری انحراف میں مبتلا کر دینا وغیرہ۔ ان حالات میں ممکن نہیں تھا کہ یہ قوم متحد ہو کر اُٹھ کھڑی ہو اور پورے ملک میں ایک عقیدہ، اللہ اکبر کے ایک نعرہ اور حیران کن

معجزاتی قربانیوں سے تمام داخلی و خارجی قوتوں کو بے بس کر کے ملک کی قسمت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ اس بناء پر اس میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیئے کہ ایران کا اسلامی انقلاب دوسرے تمام انقلابوں سے مختلف ہے، وجود میں بھی، جدوجہد کی کیفیت میں بھی اور انقلاب کے بنیادی جذبے کے لحاظ سے بھی! بلاشبہ یہ ایک تحفۂ الٰہی اور ہدیۂ غیبی ہے جو خدا کی طرف سے اس مظلوم اور لُٹی ہوئی قوم کو عنایت کیا گیا۔

انقلابِ اسلامی کی حفاظت تمام مسلمانوں پر واجب ہے

۲۔ اسلام اور اسلامی حکومت مظہرِ خداوندی ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے یہ دُنیا و آخرت میں اعلیٰ ترین صورت میں اپنے فرزندوں کی سعادت کا ذمہ لیتا ہے اور یہ قدرت رکھتا ہے کہ ظلم و ستم، شر و فساد اور زیادتیوں پر سرخ قلم پھیر دے اور انسانوں کو مطلوبہ کمال تک پہنچا دے یہ ایک ایسا مکتب ہے جو دوسرے غیر توحیدی مکاتب فکر کے برعکس انفرادی، اجتماعی، مادّی، روحانی، ثقافتی، سیاسی، فوجی اور اقتصادی شعبہ ہائے زندگی میں دخیل ہے اور ان پر نظر رکھتا ہے، اس نے انسان اور معاشرے کی تربیت اور مادی و روحانی ترقی کے سلسلے میں معمولی سے معمولی نکتے کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس نے سوسائٹی اور فرد کو کمال کے راستے میں حائل موانع و مشکلات سے آگاہ کیا ہے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب جبکہ خدا کی تائید و توثیق سے متعہد قوم کے توانا ہاتھوں نے اسلامی جمہوریہ کی بنیاد رکھ دی ہے اور یہ اسلامی حکومت اسلام اور اس کے ترقی پسند احکام کو عملی صورت میں پیش کر رہی ہے۔ اب یہ ایران کی عظیم الشان قوم پر فرض ہے کہ وہ تمام شعبوں میں اس کی کامیابی اور اس کی حفاظت کے لئے کوشاں رہیں کیونکہ اسلام کا دفاع اور حفاظت تمام فرائض میں سرفہرست ہے اور آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے عظامؑ نے اس سلسلے میں غیر معمولی جدوجہد اور ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کوئی چیز بھی انہیں اس عظیم فرض کی تکمیل سے نہ روک سکی۔ اسی طرح بعد میں متعہد صحابہؓ اور ائمہ اسلامؑ نے اس سلسلے میں اپنے حوصلے سے بڑھ کر جدوجہد کی اور اپنی جانوں پر کھیل کر بھی اس کی حفاظت کے لئے کوشاں رہے۔

اب خصوصی طور پر ایرانی قوم اور عمومی طور پر تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس خدائی امانت کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت کریں، اس کی بقاء اور اس کے راستے میں حائل تمام رکاوٹوں اور دشواریوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں جس امانت کا ایران میں سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے جس نے تھوڑے ہی عرصے میں عظیم نتائج پیدا کئے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ اس کے نُور کا پَرتو تمام اسلامی ممالک پر جلوہ گر ہو گا، تمام ممالک اور تمام اقوام کی سوچ اس زندگی بخش امر پر متحد ہو جائے گی اور تاریخ کی عالمی خونخوار اور ظالم بڑی طاقتوں کے ظلم و ستم سے دُنیا بھر کے مظلوموں کو ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہوں اور اپنا فرض سمجھ کر کچھ ایسی باتیں جو اس نعمتِ الٰہی کی حفاظت میں مؤثر ہو سکتی ہیں اور کچھ ایسی باتیں جو اس کے لئے رکاوٹ اور خطرہ بن سکتی ہیں، موجودہ نسل اور آئندہ نسلوں کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ میں بارگاہ رب العالمین میں سب کی توفیق و تائید کے لئے دُعا گو ہوں۔

وحدت کلمہ اور اتحاد اسلامی انقلاب کی بقاء کا راز ہے

الف :

بلاشبہ اسلامی انقلاب کی بقاء کا راز وہی ہے جو اس کی کامیابی کا راز ہے اور قوم کامیابی کے راز سے آگاہ ہے۔ آنے والی نسلیں تاریخ میں پڑھ لیں گی کہ اس کے دو بنیادی رُکن خدائی محرک، اسلامی حکومت کی بلند منزل اور اس منزل کے حصول کے لئے ملک بھر کے عوام کا وحدتِ کلمہ کے ساتھ اتحاد و اتفاق ہیں۔

میں تمام موجودہ اور آنے والی نسلوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اسلام اور خدا کی حکومت برقرار رہے، آپ کا ملک داخلی اور خارجی استعماریوں اور استحصالیوں کی سازشوں سے محفوظ رہے تو اس خدائی محرک کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے جس کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔ یہی خدائی محرک کامیابی اور بقاء کا راز ہے اور اسے فراموش کر دینا موجب تفرقہ و اختلاف ہے۔ بے سبب نہیں ہے کہ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ اور ان کے مقامی ایجنٹ افواہیں

اور تفرقہ انداز جھوٹ پھیلانے کے لئے اپنے تمام وسائل خرچ کر رہے ہیں اور کئی ملین ڈالرز اس کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کا اس علاقے میں دائمی سفر بے وجہ نہیں ہے، بدقسمتی سے بعض اسلامی ممالک کے ایسے صاحبانِ اقتدار جنہیں اپنے ذاتی مفادات کے سوا کسی چیز سے کوئی غرض نہیں اور جو اپنی آنکھیں اور کان بند کر کے امریکہ کے سامنے سرِتسلیم خم کئے ہوئے ہیں، اور کچھ نام نہاد علماء بھی ان سے ملے ہوئے ہیں۔ آجکل بھی اور آئندہ بھی جس بات سے ایرانی قوم اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو آگاہ ہونا چاہیئے اور اس کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے، وہ یہ ہے کہ ایسے تباہ کن اور تفرقہ انداز پروپیگنڈے کو بے اثر کیا جائے۔ تمام مسلمانوں اور خاص طور پر ایرانیوں کو خصوصًا عصرِ حاضر میں میری وصیت یہ ہے کہ وہ ان سازشوں کے مقابلے میں ردِّعمل کا اظہار کریں اور ہر ممکن طریقے سے اپنی وحدت و ثبات میں اضافہ کر کے کافروں اور منافقوں کو مایوس کر دیں۔

طاغوتی سازشوں کو ناکام بنائیے

ب :

موجودہ صدی، خصوصًا ان سالوں میں، خاص طور پر انقلاب کی کامیابی کے بعد جو اہم سازشیں واضح طور پر دکھائی دے رہی ہیں، ان میں سے ایک سازش ہمہ جہت پروپیگنڈا ہے جو مختلف مسلمان اقوام اور خصوصًا ایران کی جان نثار قوم کو اسلام سے مایوس کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ کبھی کھلم کھلا یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کے احکام چودہ سو سال پہلے وضع ہوئے ہیں اور یہ اس قابل نہیں ہیں کہ عصرِ حاضر میں ان پر کاربند ہو کر حکومتیں چلائی جا سکیں یا یہ کہ اسلام ایک رجعت پسند دین ہے، ہر نئی چیز اور تمدن کے مختلف مظاہر کا مخالف ہے اور عصرِ حاضر میں حکومتیں عالمی تمدن اور اس کے مظاہر سے کنارہ کشی نہیں کر سکتیں اور اسی طرح کے دوسرے احمقانہ پروپیگنڈے۔ کبھی نہایت تکلیف دہ اور شیطانی انداز میں، اسلام کے تقدس کی طرفداری کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام اور دوسرے الٰہی مذاہب کا تعلق صرف روحانیات، تہذیبِ نفوس، دنیوی جاہ و مناصب سے ڈرانے، ترکِ دُنیا کی دعوت دینے اور ایسی عبادات و اذکار

اور ادعیہ سے ہے جو انسان کو خدا کے قریب اور دُنیا سے دُور کر دیں اور حکومت، سیاست اور اقتدار اس عظیم اور روحانی مقصد کے خلاف ہیں کیونکہ یہ سب تعمیرِ دُنیا کے لئے ہیں جو انبیائے عظامؑ کے مسلک کے خلاف ہے۔ بدقسمتی سے اس دوسری قسم کے پروپیگنڈے نے بعض بے خبر عالموں اور دین داروں پر اتنا اثر ڈالا کہ وہ حکومت و سیاست میں حصہ لینے کو فسق و فجور کے مترادف سمجھنے لگے اور شاید اب بھی بعض لوگ یہی سمجھتے ہیں اور یہ خیال ایک بہت بڑی مصیبت تھی جس میں اسلام مبتلا ہو گیا تھا۔

پہلے گروہ کے بارے میں تو یہی کہنا چاہیئے کہ یا تو انہیں حکومت، قانون اور سیاست کا کچھ پتہ ہی نہیں یا پھر وہ اپنی مصلحتوں کے پیشِ نظر جان بُوجھ کر خود کو انجان ظاہر کرتے ہیں کیونکہ قسط و عدل کے معیار کے مطابق قوانین کا اجراء، ظالموں اور ظالمانہ حکومت کا سدِّباب انفرادی اور اجتماعی عدل و انصاف کا فروغ، شر و فساد، منکرات و فحشاء اور طرح طرح کی غلط کاریوں کی روک تھام، عقل، عدل اور استقلال کے معیار کے مطابق آزادی، خود کفیل ہونا، استعمار، استحصال اور غلامی کا سدِّباب، معاشرے کو فساد و تباہی سے بچانے کے لئے عدل و انصاف کے معیار کے مطابق حدود و قصاص اور تعزیرات کا اجراء، اور معاشرے کو عدل و انصاف اور عقل کے تقاضوں کے مطابق چلانا اور ایسی ہی اور سینکڑوں چیزیں ایسی نہیں ہیں جو وقت گذرنے کے ساتھ تاریخِ بشر اور معاشرتی زندگی میں پُرانی ہو گئی ہیں، ان کے دقیانوسی ہونے کا دعویٰ کرنا تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہا جائے کہ موجودہ صدی میں عقلی اور ریاضی کے اصول و قواعد تبدیل ہونے چاہئیں اور ان کی جگہ نئے قواعد رائج ہونے چاہئیں۔ اگر ابتدائے آفرینش میں معاشرتی عدل و انصاف کا اجراء اور قتل و غارت کی روک تھام ہونی چاہیئے تھی، تو اب چونکہ قرآن مکمل ہے یہ روش پُرانی ہو گئی ہے اور یہ دعویٰ کہ اسلام جدید چیزوں کا مخالف ہے جیسا کہ معزول محمد رضا پہلوی کہا کرتا تھا کہ یہ لوگ اس ترقی یافتہ زمانے میں جانوروں پر سفر کرنا چاہتے ہیں، یہ دعویٰ ایک احمقانہ اتہام سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اگر تمدّن کے مظاہر اور نئی چیزوں سے مراد اختراعات، ایجادات اور ترقی یافتہ صنعتیں ہیں جو انسانی تمدن و ترقی میں عمل دخل رکھتی ہیں تو اسلام اور کسی بھی توحیدی مذہب نے کبھی ان کی مخالفت نہیں کی اور نہ کبھی کرے گا بلکہ اسلام اور قرآن کریم نے تو

علم و صنعت پر بہت زور دیا ہے اور اگر تجدّد و تمدّن سے وہ باتیں مراد ہیں جو بعض پیشہ ور آزاد خیال لوگ کرتے ہیں یعنی تمام منکرات و فحشاء حتیٰ کہ ہم جنس پرستی تک میں آزادی تو تمام آسمانی مذاہب، دانشور اور اہلِ فہم و فراست اس کے مخالف ہیں اگرچہ مغرب اور مشرق زدہ لوگ اندھا دھند تقلید کرتے ہوئے اس کی ترویج کر رہے ہیں، البتہ دوسرے گروہ نے نہایت تکلیف دہ سازش تیار کر رکھی ہے اور وہ اسلام کو حکومت و سیاست سے جُدا سمجھتے ہیں۔ ان احمقوں سے کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم اور سنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حکومت و سیاست کے متعلق جتنے احکام ملتے ہیں اتنے اور کسی بھی چیز کے بارے میں نہیں ملتے بلکہ اسلام کے عبادت سے متعلق اکثر احکام عبادت و سیاست سے مربوط ہیں کہ جن سے غفلت نے یہ سب مصیبتیں کھڑی کی ہیں۔ پیغمبرِ اسلام (ص) نے حکومت تشکیل دی جو دنیا کی دوسری حکومتوں کی طرح تھی لیکن اس کی بنیاد معاشرتی عدل و انصاف کے فروغ کے جذبہ پر تھی، اسلام کے پہلے خلفاء نے بھی وسیع حکومتیں کی ہیں اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی حکومت جس میں وہی جذبہ زیادہ وسیع اور جامع انداز میں کارفرما تھا، تاریخ کے نمایاں حقائق میں سے ہے اور اس کے بعد بھی حکومت بتدریج اسلام کے نام سے منسوب رہی اور آج بھی اسلام اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی میں حکومتِ اسلامی کے بہت سے مدعی موجود ہیں۔

میں اس وصیت نامے میں ان حقائق کی طرف صرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں لیکن میں یہ اُمید رکھتا ہوں کہ ادیب، ماہرینِ سماجیات اور مؤرخین مسلمانوں کو اس غلط فہمی سے نکالیں گے اور یہ جو کہا گیا اور کہا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام صرف روحانیات سے سروکار رکھتے تھے اور دنیوی حکومت و اقتدار مردود شے ہے اور انبیاءؑ، اولیاءؑ اور بزرگانِ اُمت اس سے احتراز کیا کرتے تھے اور ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے تو یہ ایک افسوسناک غلط فہمی ہے جس کے نتائج اسلامی اقوام کی تباہی اور خونخوار استعماریوں کے لئے راہ ہموار کرنے کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں کیونکہ مردود تو صرف ایسی شیطانی، آمرانہ اور ظالمانہ حکومتیں ہیں جو اقتدار طلبی اور ایسے منحرف دنیوی اسباب کیلئے ہیں۔ جن سے خبردار کیا گیا ہے، جو مال و دولت کے حصول، اقتدار پرستی اور طاغوت نوازی کے لئے ہیں اور مردود تو وہ دُنیا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔

لیکن حق کی حکومت جو مستضعفین کی فلاح و بہبود، ظلم و ستم کی روک تھام اور معاشرتی عدل و انصاف کے قیام کے لئے ہو، جس کے لئے حضرت سلیمان بن داؤد (ع)، اسلام کے عظیم الشان پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے عظیم اوصیاؑ نے جد و جہد کی ہے، عظیم فرائض میں سے ہے اور اس کا قیام عظیم ترین عبادت ہے چنانچہ صحیح و سالم سیاست جو ان حکومتوں میں تھی ہے، امورِ لازمہ میں سے ہے۔

ایران کی بیدار اور ہوشیار قوم کو چاہیئے کہ وہ اسلامی بصیرت کے ساتھ ان سازشوں کو بے اثر کریں اور متعہد شعراء و ادباء قوم کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور سازشی شیاطین کے ہاتھ کاٹ دیں۔

موجودہ عالمی حالات کے جائزہ اور دوسرے انقلابات سے موازنہ کرنے کے بعد اسلامی انقلاب پر تنقید کریں

ج:

اسی طرح کی سازشوں میں سے زیادہ تکلیف دہ وہ افواہیں ہیں جو ملک اور شہروں میں وسیع پیمانے پر پھیلائی جا رہی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ نے بھی عوام کے لئے کچھ نہیں کیا۔ بیچارے عوام جنہوں نے طاغوت کی ظالمانہ حکومت سے نجات پانے کے لئے اتنے ذوق و شوق سے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا تھا، اس سے بدتر حکومت کے تسلط میں آگئے ہیں۔ مستکبرین، مستکبر تر اور مستضعفین مستضعف تر ہوگئے ہیں۔ قید خانے ان نوجوانوں سے بھرے ہوئے ہیں جو ملک کا مستقبل ہیں اور سزائیں سابقہ حکومت سے بھی بدتر اور غیر انسانی تر ہیں، اسلام کے نام پر ہر روز کئی لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے اور کاش انہوں نے اس جمہوریہ کو اسلام کے نام سے منسوب نہ کیا ہوتا، یہ دور رضا خان اور اس کے بیٹے کے دورِ حکومت سے بدتر ہے، لوگ مشکلات و مصائب اور ہوشربا گرانی میں غوطے کھا رہے ہیں اور اربابِ بست و کشاد اس حکومت کو کمیونسٹ حکومت کی طرف لیے جا رہے ہیں، لوگوں کا مال ضبط کیا جا رہا ہے اور ہر معاملے میں قوم آزادی سے محروم ہوگئی ہے اور اسی طرح کی اور بہت سی باتیں جن کے پسِ پردہ باقاعدہ کوئی گہری سازش

کارفرما ہے، اس بات کی دلیل کہ یہ باتیں باقاعدہ کسی سازش کا نتیجہ ہیں، یہ ہے کہ جب بھی چند دن گذرتے ہیں، ایک ہی بات ہر کونے کھدرے میں اور ہر گلی محلے میں لوگوں کی زبانوں پر آ جاتی ہے، ٹیکسیوں میں بھی وہی، بسوں میں بھی وہی، جہاں بھی چند لوگ جمع ہوں، وہی بات ہونے لگتی ہے اور جب کوئی ایک بات کچھ پُرانی ہو جاتی ہے تو کوئی نئی بات پھیل جاتی ہے اور افسوس یہ ہے کہ بعض ایسے علماء جو شیطانی ہتھکنڈوں سے بے خبر ہیں، ایک دو سازشی لوگوں سے مل کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ جو ان باتوں کو سنتے ہیں اور مان لیتے ہیں دُنیا کے حالات، عالمی انقلابات اور انقلاب کے بعد کے واقعات اور اس کی لازمی عظیم مشکلات سے بے خبر ہیں چنانچہ ان دگرگونیوں سے وہ بے خبر ہیں جو سب کی سب اسلام کے مفاد میں ہیں اور آنکھیں بند کر کے لاعلمی میں ان باتوں کو سُنتے ہیں اور خود بھی یا غفلت میں یا جان بوجھ کر ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔

میں تاکید کرتا ہوں کہ دنیا کی موجودہ حالت کا جائزہ لئے بغیر اور انقلاب اسلامی کا دوسرے انقلابات کے ساتھ موازنہ کئے بغیر اور ان ممالک اور اقوام کے حالات کو سمجھنے سے پہلے جن پر انقلاب کے دوران اور ان کے انقلاب کے بعد کیا گذرتا رہا اور رضا خان اور اس سے بدتر محمد رضا کے ہاتھوں طاغوت کا شکار ہونے والے اس ملک کی اُن مشکلات کی طرف توجہ کئے بغیر جو ان کی لوٹ مار کے دوران اس حکومت کو وراثت میں ملی ہے۔ طاغوتی دور کی خانماں برباد کرنے والی عظیم وابستگیوں سے لے کر وزارتوں، دفاتر، معیشت اور فوج کے حالات، عیاشی کے اڈوں، نشہ آور اشیاء کی دوکانوں اور زندگی کے تمام معاملات میں بے راہروی، تعلیم و تربیت، ہائی سکولوں اور یونیورسٹیوں کے حالات، سینما گھروں، عشرتکدوں کی حالت، جوانوں اور عورتوں کی حالت، علماء، دیندار لوگ اور سچے فرض شناس (متعہد) حریت پسندوں، مظلوم عفت دار خواتین اور مسجدوں کی حالت، پھانسی اور عمر قید کی سزا پانے والوں کے مقدمات کی پیروی، جیل خانوں کا انتظام، اربابِ اختیار کی کارکردگی کی نوعیت، سرمایہ داروں، زمینوں کے بڑے غاصبوں، ذخیرہ اندوزوں اور گرانفروشوں کے ساتھ سلوک، عدالتوں اور انقلابی عدالتوں کی دیکھ بھال اور گذشتہ دور کی عدالتوں اور ججوں کے ساتھ اس کا موازنہ، اس دور میں آنے والے مجلسِ شورائے اسلامی

(پارلیمنٹ) کے ممبروں، حکومتی کابینہ کے افراد، گورنروں اور دیگر حکام کے حال کا جائزہ اور گذشتہ دور کے ساتھ ان کا موازنہ، پینے کے پانی اور شفاخانہ تک تمام حقوق سے محروم دیہاتوں میں حکومت اور جہاد سازندگی (تعمیراتی جہاد) کی کارکردگی کا جائزہ اور اس کا گذشتہ حکومت کے پورے دور کے ساتھ موازنہ، مسلط کردہ جنگ اور اس کے نتائج مثلاً لاکھوں بے گھر افراد، شہداء کے خاندانوں اور جنگ میں متاثر ہونے والوں، لاکھوں افغانی اور عراقی مہاجروں کی مشکل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امریکہ اور اس کے بیرونی اور اندرونی پٹھوؤں کی طرف سے اقتصادی بائیکاٹ اور پے درپے سازشوں کے پیش نظر حسب ضرورت مسائل سے آگاہ مبلغین اور شرعی قاضیوں کی عدم موجودگی، اسلام کے مخالفین، گمراہ لوگوں اور حتیٰ نادان دوستوں کی طرف سے جو مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں اور سیلوں اسی طرح کے دیگر مسائل کا اضافہ کریں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مسائل سے آگاہی سے پہلے، اعتراض، شدید تنقید اور فحش زبان کا استعمال نہ کیجئے اور اس مظلوم اسلام پر رحم کھایئے جو زور مندوں کے سینکڑوں سال کے ظلم اور عام لوگوں کی نادانی کی وجہ سے آج ایک نیا راہ چلنے والا بچہ اور بیرونی و اندرونی دشمنوں کے سامنے ایک کمزور نومولود ہے اور آپ اعتراض کرنے والے سوچ لیجئے کہ کیا بہتر نہیں کہ کچلنے کے بجائے اصلاح اور تعاون کے لئے کوشش کریں اور منافقوں، ظالموں، سرمایہ داروں اور خدا سے نہ ڈرنے والے بے انصاف ذخیرہ اندوزوں کی حمایت کے بجائے مظلوموں، ستمرسیدہ لوگوں اور غریبوں کے حامی بن کر رہیں۔ بلوائی گروہوں اور مفسد دہشت گردوں کی صورت میں رہنے اور بلاواسطہ انکی حمایت کی بجائے مظلوم علماء سے لے کر فرض شناس خدمت گزاروں تک قتل ہو جانے والے افراد کی طرف دھیان دیجئے؟

میں نے کبھی کہا ہے نہ کہوں گا کہ آج اس اسلامی جمہوریہ میں اسلام عظیم پر اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ عمل ہو رہا ہے اور کچھ لوگ نادانی، ناسمجھی اور بے انضباطی کے تحت اسلامی قوانین کے خلاف عمل نہیں کر رہے ہیں لیکن عرض کرتا ہوں کہ مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ انتھک لگن کے ساتھ اس ملک کو اسلامی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کروڑوں کی آبادی والی قوم بھی ان کی حمایت اور مدد کر رہی ہے اور اگر یہ مٹھی بھر معترضین اور روڑے اٹکانے والے بھی تعاون کریں تو ان

مقاصد کا حصول آسان اور جلد ممکن ہو سکے گا اور اگر خدانخواستہ یہ لوگ باز نہ آئیں کیونکہ کروڑوں عوام بیدار ہو چکے ہیں اور مسائل سے آگاہ اور میدان میں حاضر ہیں تو خداوند متعال کی مشیت سے انسانی اسلامی مقاصد بڑے پیمانہ پر جامۂ عمل پہنیں گے اور گمراہ لوگ اور معترضین اس طوفانی سیلاب کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔

موجودہ ایرانی قوم صدرِ اسلام کی حجازی، کوفی اور عراقی اقوام سے بہتر ہے

میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج کی ایرانی قوم اور اس کی کروڑوں کی آبادی آج کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی حجازی اور امیر المومنین (علی) و حسین ابن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے دور کی کوفی و عراقی اقوام سے بہتر ہے۔

دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاز میں مسلمان بھی ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور مختلف بہانے بنا کر محاذوں پر نہیں جاتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں کچھ آیات کے ذریعے ان کو سرزنش کرتے ہوئے عذاب کی وعید سنائی ہے اور اس حد تک انؐ کو جھوٹ کی نسبت دی کہ نقل (شدہ روایت) کے مطابق آپؐ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی اور عراق اور کوفہ والوں نے اس حد تک امیر المومنینؑ کے ساتھ غلط سلوک اور ان کی نافرمانی کی کہ آنحضرتؑ کے شکوے نقل و تاریخ کی کتب میں مشہور ہیں اور عراق و کوفہ کے ان مسلمانوں نے سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کیا اور جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہ کیا یا تو وہ میدان سے فرار ہوئے یا اس تاریخی جرم کے واقع ہونے تک بیٹھے رہے۔ لیکن آج دیکھتے ہیں کہ ایرانی قوم مسلح افواج، پولیس، سپاہ (پاسداران)، اور بسیج کی مسلح فورسز سے لے کر قبائل اور رضاکاروں کی عوامی طاقتوں اور محاذوں پر موجود افواج سے لے کر محاذ کے پیچھے موجود عوام تک انتہائی جذبہ و شوق سے کس طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں اور کتنی رزمیہ داستان تخلیق کر رہے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ پورے ملک کے محترم عوام کتنی گرانقدر امداد کر رہے ہیں اور شہداء کے لواحقین اور جنگ سے متاثرہ افراد اور ان کے متعلقین بہادرانہ انداز کے چہروں اور اشتیاق و اطمینان سے بھرپور گفتار و کردار کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں اور یہ

سب کچھ اللہ تعالیٰ، اسلام اور ابدی زندگی کی نسبت ان کے عشق و جذبہ اور پختہ ایمان کی وجہ سے ہیں۔ درحالیکہ نہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محضر مبارک میں ہیں اور نہ امامِ معصوم صلوات (اللہ) علیہ کی بارگاہ میں اور اس کے اسباب غیب پر ان کا ایمان و یقین ہے اور مختلف پہلوؤں میں کامیابی اور فتح کا راز یہی ہے۔ اسلام کو فخر کرنا چاہیئے کہ اس طرح کے فرزندوں کی تربیت کی ہے، ہم سب فخر کرتے ہیں کہ اس قسم کے دور میں اور اس طرح کی قوم کے ساتھ ہیں۔

اسلامی جمہوریہ کے مخالفین غور و فکر سے کام لیں !

اور میں یہاں ایک وصیت ان افراد کو کرتا ہوں جو مختلف وجوہات کی بنا پر اسلامی جمہوریہ کی مخالفت کرتے ہیں نیز (ان) جوانوں کو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں جو موقع پرست، مفاد پرست، منافقوں اور گمراہ لوگوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں کہ (وہ) غیر جانبدار ہو کر کھلے دل سے بیٹھ کر انصاف کریں اور ان لوگوں کے پروپگنڈوں کا جائزہ لیں جو چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ (کی حکومت) شکست کھا جائے اور غریب طبقوں کے ساتھ ان کے طرزِ عمل اور سلوک، ان کی حمایت کرنے والے عناصر اور حکومتوں کا اور ان گروہوں یا افراد کا جو اندرون ملک اُن سے ملے ہوئے ہیں اور ان کی حمایت کررہے ہیں، نیز ان کے اپنے درمیان اور اپنے حامیوں کے ساتھ اخلاق و سلوک کا اور مختلف واقعات میں ان کے موقفوں میں تبدیلی کا بغور، کسی خود غرضی کے بغیر جائزہ لیں اور ان لوگوں کے حالات کا مطالعہ کریں جو اسلامی جمہوریہ میں منافقین اور منحرف لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، ان کا موازنہ دشمنوں کے ساتھ کریں، ان شہیدوں کی کیسٹیں کچھ حد تک اور مخالفین کی کیسٹیں بھی شاید آپ کے پاس ہوں گی۔ دیکھئے کونسا طبقہ معاشرہ کے محروموں اور مظلوموں کا حامی ہے ؟

بھائیو! آپ ان صفحات کو میری وفات سے پہلے نہیں پڑھیں گے ممکن ہے میرے بعد پڑھ لیں گے اس وقت میں آپ کے درمیان نہیں ہوں گا تاکہ اپنے مفاد کے لئے یا مقام اور اثر و رسوخ کے حصول کی خاطر آپ کی توجہ مبذول کر کے آپ کے جوان دلوں کے ساتھ کھیل سکوں۔

چونکہ آپ شائستہ نوجوان ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی جوانی اللہ، اسلامِ عزیز اور اسلامی جمہوریہ کے لئے وقف کریں تاکہ دونوں جہان کی بھلائی پاسکیں اور خداوند غفور سے چاہتا ہوں کہ آپ کو انسانیت کے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرے اور ہماری ماضی سے اپنی رحمتِ واسعہ کے ذریعے درگذر کرے، آپ بھی خلوتوں میں اللہ سے یہی دُعا کریں اس لئے کہ وہ ہدایت کرنے والا اور رحمان ہے۔

اِن تنصُرُوا اللہَ ینصُرکم وَیُثَبِّت اَقدامَکُم

اور ایک وصیت ایران کی شریف قوم اور فاسد حکومتوں اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں مجبور و بے بس دیگر اقوام کے لئے کرتا ہوں، عزیز ایرانی عوام کے لئے تاکید کرتا ہوں کہ جو نعمت اپنی عظیم جد و جہد اور اپنے کڑیل جوانوں کے لہو سے حاصل کی ہے، سب سے عزیز معاملات کی طرح اس کی قدر کیجئے اور اس کی حفاظت و پاسداری کریں اور اسی کی راہ میں جو عظیم الٰہی نعمت اور خداوندِ عالم کی ایک بڑی امانت ہے جد و جہد کریں اور اس صراطِ مستقیم میں پیش آنے والی مشکلات سے نہ گھبرایئے، اس لئے کہ اِن تنصُرُوا اللہَ ینصُرکم وَیُثَبِّت اَقدامَکُم۔ نیز اسلامی جمہوریہ کے مسائل میں دل و جان سے حصہ لیں اور انہیں رفع کرنے کے لئے سعی کریں، حکومت اور پارلیمنٹ کو اپنی سمجھ لیں اور ایک عزیز محبوب کی حیثیت سے ان کی حفاظت کریں، پارلیمنٹ، حکومت اور اربابِ اختیار کے لئے تاکید کرتا ہوں کہ اس ملت کی قدر جان لیں اور ان کی بالخصوص غریبوں، محروموں اور ستم رسیدہ لوگوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور سب کے ولی نعمت ہیں، اسلامی جمہوریہ بھی ان ہی کی مساعی کا نتیجہ ہے اور ان ہی کی قربانیوں سے وجود میں آیا ہے اور اس کی بقا بھی انہی کی خدمات پر منحصر ہے نیز خود کو عوام سے اور انہیں اپنا سمجھ لیں اور طاغوتی حکومتوں کی (جو بدتہذیب لیٹرے اور احمق، زور مند (حکومتیں) تھیں اور ہیں، ہمیشہ مذمت کریں، البتہ ایسے انسانی کردار کے ذریعے جو ایک اسلامی حکومت کے لئے زیب دیتا ہو۔

مسلمان اقوام کی بدبختی کا سبب مغرب و مشرق سے وابستہ حکومتیں ہیں

اور مسلمان اقوام کے لئے تاکید کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ کی حکومت اور مجاہد ایرانی قوم سے سبق لیں اور اپنی جابر حکومتوں کو اگر قوموں کے فیصلوں کے سامنے (جو ایرانی قوم کے فیصلوں کی طرح ہیں) سر نہ جھکائیں تو پوری طاقت کے ساتھ اپنی جگہ بٹھا دیجئے اس لئے کہ مسلمانوں کی بدبختی کا سبب مغرب و مشرق سے وابستہ حکومتیں ہیں اور شدت کے ساتھ تاکید کرتا ہوں کہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کے پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں، اس لئے کہ ان سب کی کوشش یہ ہے کہ اسلام کا عمل دخل ختم کر دیں تاکہ سپر طاقتوں کے مفاد کا تحفظ ہو سکے۔

علماء اور دانشوروں کے درمیان اختلافات پیدا کرنا استعماری طاقتوں اور ان کے پٹھوؤں کا شیطانی منصوبہ ہے۔

د۔ استعمار اور استحصال کرنے والی سُپر طاقتوں کے شیطانی منصوبوں میں سے ایک علماء کو گوشہ نشین کرنے کا منصوبہ ہے جو طویل مدت سے جاری ہے اور مملکتِ ایران میں رضا خان[1] کے زمانہ سے عروج کو پہنچا اور محمد رضا[2] کے زمانے میں مختلف طریقوں اور منصوبوں کے ساتھ جاری رہا۔

رضا خان کے زمانہ میں دباؤ، تشدد، لباس چھیننے، قید و بند، شہر بدری یا جلا وطنی، بے عزتی نیز دیگر مشابہ طریقوں سے (جاری رہا) اور محمد رضا کے دور میں دوسرے طریقوں منصوبوں کے ساتھ جن میں سے ایک کالج یونیورسٹی والوں اور علماء کے درمیان دشمنی پیدا کرنا تھا اس ضمن میں بڑے پروپیگنڈے کئے گئے افسوس کا مقام یہ ہے کہ سُپر طاقتوں کی شیطانی سازشوں سے دونوں طبقوں کی بے خبری کی وجہ سے اس کے خاطر خواہ نتائج بھی نکلے۔

ایک طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ پرائمری اسکولوں سے لے کر یونیورسٹیوں تک کے مدرسین،

---

[1] ملعون شاہ ایران کا باپ رضا شاہ خائن [2] ملعون شاہ ایران

اساتذہ اور وائس چانسلرز مغرب یا مشرق زدہ، اسلام اور دیگر مذاہب سے منحرف لوگوں میں سے منتخب ہو کر کام پر مامور ہوں اور ایماندار، فرض شناس لوگ اقلیت میں رہ جائیں تاکہ آنے والے وقت میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے والے اس مؤثر طبقہ کی پرورش بچپن سے لڑکپن اور اور پھر جوانی تک اس انداز سے کریں کہ عام طور پر ادیان سے اور بالخصوص اسلام اور دین سے وابستہ لوگوں، خاص طور پر علماء و مبلغین سے متنفر ہوں اور وہ اس زمانے میں انگریزوں کے ایجنٹ اور بعد کے زمانے میں سرمایہ داروں اور زمین کے غاصبوں کے حامی، رجعت پسند، تہذیب و ترقی کے مخالف کے طور پر پہچوائے جاتے تھے۔ دوسری جانب سے غلط پروپیگنڈوں کے ذریعے علماء، مبلغین اور دیانتدار لوگوں کو یونیورسٹیوں اور دانشوروں سے ڈرا کر سب پر بے دینی، بے بندو باری اور اسلام و مذاہب کے مظاہر کی مخالفت کا الزام لگاتے تھے تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ حکومتی عہدیدار، مذاہب، اسلام، علماء اور دینداروں کے مخالف اور عام لوگ جو دین اور علماء سے عقیدت رکھتے ہیں، کابینہ، حکومت اور اس سے متعلقہ ہر شئے کے مخالف ہو جائیں نیز حکومت، عوام، دانشوروں اور علماء کے درمیان گہرے اختلافات، غارت گروں کے لئے اس طرح راستہ ہموار کریں کہ مملکت کے تمام معاملات ان کی گرفت میں ہوں، اور قوم کے تمام ذخائر ان کی جیبوں میں چلے جائیں چنانچہ آپ نے دیکھ لیا اس مظلوم قوم پر کیا گذرا اور کیا گذرنے والا تھا۔ اب جبکہ خداوندِ متعال کے فضل اور قوم کی جدوجہد کی وجہ سے عالم و دانشور سے لے کر بازاری، مزدور، کسان اور دیگر طبقات تک سب نے (مل کر) غلامی کی زنجیر اور سُپر طاقتوں کے بند کو توڑ ڈالا ہے اور ملک کو اُن کے ایجنٹوں کے ہاتھوں سے نجات دلائی ہے، میری تاکید یہ ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسل غفلت نہ کریں اور یونیورسٹیوں کے عزیز دانشور غیرتمند جوان، علماء اور اسلامی علوم کے طلبہ کے ساتھ دوستی اور مفاہمت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم بنائیں، غدار دشمن کے منصوبوں اور سازشوں سے غافل نہ رہیں اور کسی شخص یا اشخاص کو جو اپنے قول و فعل کے ذریعے ان کے درمیان نفاق کے بیج بونے کے درپے ہے، دیکھتے ہی نصیحت اور ہدایت کریں اگر اس پر کوئی اثر مرتب نہ ہو تو اس سے منہ پھیریں، اُسے تنہا چھوڑ دیں اور سازش کو جڑ نہ پکڑنے دیں، سازش کا سرا آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے اور بالخصوص

اگر اساتذہ میں کوئی ایسا نکلے جو انحراف پیدا کرنے کے درپے ہو تو اُسے سمجھائیے، اگر نہ سمجھ پائے تو اُسے اپنے درمیان سے اور کلاس سے دور بھگائیں۔ یہ تاکید زیادہ علماء اور دینی علوم کے طلبہ کے لئے ہے۔ یونیورسٹیوں میں سازشیں ایک خاص گہرائی رکھتی ہیں اور ہر محترم طبقہ کو جو معاشرہ کا مدبر و مفکر طبقہ ہے۔ سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

مغرب و مشرق کی اندھی تقلید چھوڑ کر اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کریں

۵ ۔ استعمار کے شکار ممالک کو اپنے آپ سے بیگانہ کرنا اور انہیں مغرب زدہ یا مشرق زدہ کرنا مع الاسف ان منصوبوں میں سے ایک ہے جس کے (تمام) ممالک میں بالخصوص ہمارے پیارے ملک میں بڑے اثرات مرتب ہوئے، یہاں تک کہ اپنے آپ، اپنی ثقافت اور صلاحیتوں کو حقیر سمجھتے ہوئے مغرب و مشرق کی طاقت کے دو محوروں کو برتر ذات اور ان کی ثقافت کو اعلیٰ اور ان دونوں طاقتوں کو قبلہ گاہ عالم سمجھنے لگے اور ان میں سے ایک کے ساتھ وابستگی کو ناگزیر فرائض میں شمار کرنے لگے۔ اس افسوسناک مسئلہ کی داستان طویل اور ان سے پہنچنے والے دھچکے جو اَب بھی لگ رہے ہیں، مہلک اور شدید ہیں اور اس سے بھی المناک بات یہ ہے کہ انہوں نے زیرِ اثر مظلوم قوموں کو ہر میدان میں پسماندہ رکھا اور ان ممالک کو تجارتی منڈیوں میں تبدیل کر دیا، نیز کسی حد تک ہمیں اپنی پیشرفت اور شیطانی صلاحیتوں سے ڈرایا، اسی لئے ہم کسی قسم کی تخلیق کی جرأت نہیں رکھتے اور اپنا سب کچھ، اپنے اور اپنے ممالک کے مقدر کو اُن ہاتھوں سپرد کرتے ہوئے آنکھ، کان بند کر کے ان کے احکامات کے تابعدار ہیں اور یہ مصنوعی ذہنی خلا باعث بنا ہے کہ ہم کسی بھی معاملہ میں اپنی فکر و دانش پر اعتماد نہ کریں بلکہ مغرب و مشرق کی اندھا دھند تقلید کریں اور اگر ہمارے پاس کچھ ثقافت، ادب، صنعت اور تخلیقی (صلاحیت) موجود ہو تو مغرب یا مشرق زدہ بے تہذیب لکھاریوں اور مقررین نے اس پر تنقید کر کے مذاق اڑایا اور ہماری مقامی فکر اور توانائیوں کو کچل کر ان کی حوصلہ شکنی کی اور کر رہے ہیں اور اجنبی رسم و رواج کو چاہے وہ جتنے گرے ہوئے اور نازیبا کیوں نہ ہوں، قول و فعل اور تحریر کے ذریعے فروغ دیا اور ان کے حق میں تعریفوں کے پُل باندھتے ہوئے اقوام میں رواج

دیا اور دے رہے ہیں، مثال کے طور پر اگر کسی کتاب، تحریر یا قول میں چند فرنگی الفاظ موجود ہوں تو اس کے مافی الضمیر کی طرف توجہ کئے بغیر فخریہ طور پر اس کو قبول کر کے اس کے کہنے یا لکھنے والے کو دانشور اور روشن خیال سمجھنے لگتے ہیں اور گہوارہ سے لحد تک جس چیز کو دیکھیں اگر کسی مغربی یا مشرقی اصطلاح سے نام رکھا جائے تو مقبول، پسندیدہ اور تہذیب و ترقی کی علامتوں میں شمار ہونے لگتا ہے اور اگر اپنے مقامی الفاظ استعمال کئے جائیں تو ناپسندیدہ، پرانا اور رجعت پسندانہ (گنا جاتا ہے)، ہمارے بچوں کا نام اگر مغربی ہو تو قابلِ فخر ہوتا ہے اور اگر وہ اپنا مقامی نام رکھتے ہوں تو سر جھکے ہوئے اور پسماندہ ہوں گے اور سڑکوں، گلیوں، دوکانوں، کمپنیوں، دوا فروشوں، کتب خانوں، کپڑوں اور دیگر اشیاء کے نام غیر ملکی ہونے چاہئیں، چاہے وہ ملک کے اندر بنی ہوئی کیوں نہ ہوں تاکہ عوام میں مقبول ہوں اور انہیں پسند کر لیں۔

سر سے پیر تک بود و باش، معاشرت اور زندگی کے تمام معاملات میں فرنگی مآبی فخر و سربلندی اور تہذیب و ترقی کا باعث، اس کے برخلاف ذاتی آداب و رسوم کو قدامت پسندی اور پسماندگی تصوّر کیا جاتا ہے (ان کے ہاں) کسی بھی بیماری اور علالت میں چاہے وہ معمولی اور اندرونِ ملک قابلِ علاج کیوں نہ ہو، باہر جانا لازمی ہے اور اپنے ماہر ڈاکٹر اور اطباء کی مذمت، ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔ برطانیہ، فرانس، امریکہ اور ماسکو جانا فخر کی بات، حج اور دوسرے مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کے لئے جانا قدامت پسندی اور پسماندگی ہے۔ مذہب اور معنویات سے متعلق امور کی طرف بے توجہی، روشن خیالی اور تہذیب کی علامت ہے جب کہ اس کے مقابلہ میں ان معاملات کی پابندی، پسماندگی اور قدامت پسندی کی علامت۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ معلوم ہے ماضی قریب کی تاریخ میں بالخصوص گذشتہ چند صدیوں کے دوران ہمیں ہر قسم کی ترقی سے محروم رکھا گیا ہے اور ہماری اپنی کامیابیوں کیخلاف غدّار حکام بالخصوص پہلوی خاندان اور پروپیگنڈہ مراکز، نیز احساس کمتری اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے ہمیں ترقی کے لئے کی جانے والی ہر سرگرمی سے محروم کر دیا گیا۔

ہر قسم کے سامان کی درآمد، عورتوں اور مردوں بالخصوص جوان طبقہ کو درآمد شدہ اشیاء

سامانِ آرائش وزیبائش ، بیوٹی اور بچگانہ کھیلوں کا عادی بنانا اور خاندانوں کے درمیان مقابلہ پیدا کرنا اور زیادہ سے زیادہ خرچیلا کرنے کا عمل جس کا اپنی جگہ افسوسناک داستانیں ہیں اور فحاشی کے اڈوں اور عشرتکدوں کی فراہمی کے ذریعے جوانوں کو جو سرگرم عنصر ہیں، تباہی کی طرف دعوت دینا اور اسی طرح کی سوچ سمجھ کر پیدا کی ہوئی مصیبتیں ملکوں کو پسماندہ رکھنے کے ذرائع ہیں۔

میں ہمدردانہ طور پر خادم کی حیثیت سے پیاری قوم کو وصیت کرتا ہوں اب جبکہ وسیع پیمانہ پر ان جھنجھٹوں سے نجات ملی ہے اور موجودہ محروم نسل سرگرمی اور تخلیق میں مصروف ہو گئی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ ایرانی ماہرین نے کارخانوں، صنعتوں، ہوائی جہاز وغیرہ جیسے ترقی یافتہ وسائل اور اسی طرح کے دوسرے وزائع چلانے کی صلاحیت حاصل کر لی جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا (جب کہ) ہم مشرق ومغرب کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے تاکہ اُن کے ماہرین اِن کو چلائیں۔ اقتصادی بائیکاٹ اور مسلط کردہ جنگ کے نتیجہ میں ہمارے عزیز جوانوں نے اپنی ضرورت کے سپیئر پارٹس بنالئے اور سستی قیمتوں کے ساتھ پیش کر کے ضرورتیں پوری کیں اور ثابت کر دکھایا کہ اگر چاہیں تو ہم کر سکتے ہیں۔

خود اعتمادی اور خود انحصاری پیدا کریں

ہوشیار، آگاہ اور بیدار رہیں کہ مغرب و مشرق کے پٹھو سیاسی چالباز اپنے شیطانی وسوسوں کے ذریعے آپ کو ان بین الاقوامی لیٹروں کی طرف نہ کھینچیں، اپنے مصمم ارادوں، محنت اور لگن سے دوسروں پر انحصار ختم کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور جان لیجئے، آریائی اور عرب نسل، یورپی، امریکی اور روسی نسل سے کم نہیں ہیں۔ نیز اپنی خودی پہچان کر مایوسی کو اپنے آپ سے دور کریں اور دوسروں پر کوئی بھروسہ نہ رکھیں، لمبے عرصہ میں بھی سب کچھ کرنے اور بنانے کی توانائی موجود ہے اور جہاں ان کی طرح کے انسان تمام لوگ پہنچے ہیں آپ بھی پہنچ سکیں گے، شرط یہ ہے کہ خداوند متعال پر بھروسہ رکھیں، اپنی ذات پر اعتماد کریں، دوسروں پر انحصار ختم کرلیں، آبرومندانہ زندگی گذارنے کے لئے سختیاں جھیلیں، بیگانوں کے

بالادستی سے نکلیں اور یہ حکومتوں اور اربابِ اختیار کا فرض ہے کہ اپنے ماہرین کی چاہے وہ موجودہ نسل کے ہوں یا آنے والی نسلوں کے، قدردانی کریں اور ان کی مادی، معنوی امداد کے ذریعہ کام کے لئے حوصلہ افزائی کریں اور پُرخرچ، گھر کو متاثر کرنے والے سامان کی درآمد روکیں اور جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر اکتفا کریں تاکہ خود سب کچھ بنا سکیں۔

نوجوان اپنی آزادی، خودمختاری اور انسانی اقدار کی حفاظت کریں

اور نوجوان لڑکوں، لڑکیوں سے میں اپیل کرتا ہوں کہ اپنی آزادی، خودمختاری اور انسانی اقدار کی چاہے سختیوں کو برداشت کرنے، مغرب اور ملک دشمن ایجنٹوں کی طرف سے آپ کو پیش کئے جانے والے سامان تعیش، عیش و عشرت، بے راہروی اور فحاشی کے اڈوں میں جانے کے عمل کو ترک کر کے، قربانی دیتے ہوئے بھی کیوں نہ ہو، حفاظت کریں کیونکہ جس طرح تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ لوگ آپ کی تباہی، اپنے ملک کے مقدر سے آپ کو غافل کرنے، آپ کے ذخائر کو ہڑپ کر لینے، آپ کو استعمار کا طوق پہنانے، وابستگی کی ذلت کی طرف کھینچنے اور آپ کے ملک و قوم کو مادی طور پر اپنا دست نگر بنانے کے علاوہ کسی چیز کا نہیں سوچتے ہیں، وہ ان ہتھکنڈوں اور اسی قسم کے دوسرے ذرائع سے آپ کو پسماندہ اور ان کے بقول نیم جنگلی رکھنا چاہتے ہیں۔

یونیورسٹیوں کی انحراف سے نجات ملک و قوم کی نجات ہے

و۔ جیسا کہ اشارہ ہوا اور جس کا کئی بار میں نے ذکر کیا کہ تعلیم و تربیت کے مراکز بالخصوص یونیورسٹیوں پر قبضہ جمانا ان کی بڑی سازشوں میں سے ایک ہے جن سے فارغ التحصیل ہونے والوں کے ہاتھ میں ممالک کی تقدیر ہے۔ علماء اور اسلامی علوم کی درسگاہوں کے ساتھ ان کا رویّہ، یونیورسٹی کالجوں میں ان کے مروّجہ رویّہ سے مختلف ہے۔ ان کا منصوبہ علماء کو راستہ سے ہٹا کر ان کو گوشہ نشین کرنا ہے یا ان کو تشدّد اور بے عزّتی کا نشانہ بنانا جس پر رضا خان کے زمانہ میں عمل ہوتا تھا لیکن نتیجہ برعکس نکلا، یا تعلیم یافتہ، دوسرے لفظوں میں روشن خیال طبقہ کو

پروپیگنڈوں، الزام تراشیوں اور شیطانی حربوں سے الگ کرنا (جس پر رضا خان کے زمانہ میں دباؤ اور تشدد کے ذریعے عمل ہوتا تھا) اور محمد رضا کے زمانہ میں سختی کے بغیر لیکن اذیت ناک طریقہ سے جاری رہا۔

جہاں تک یونیورسٹیوں کا تعلق ہے، منصوبہ یہ ہے کہ جوانوں کو اپنی ثقافت، ادب اور اقدار سے منحرف کرکے مشرق یا مغرب کی طرف کھینچ لیں اور انہی میں سے حکومتی عہدیداروں کو منتخب کرکے ممالک کا حاکم بنائیں تاکہ جو اُن کے جی میں آئے انہی کے ذریعے انجام دے سکیں، ملک کو تباہی و بربادی اور مغرب زدگی کی طرف کھینچ لیں نیز گوشہ نشینی اور شکست کی وجہ سے علماء کا طبقہ اسے نہ روک سکے اور یہ زیرِ تسلط ممالک کو لوٹنے اور انہیں پسماندہ رکھنے کا بہترین راستہ ہے چونکہ تکلیف خرچ اور قومی حلقوں میں شور و ہنگامہ کے بغیر تمام چیزیں سپر طاقتوں کی جیب میں ڈالی جاتی ہیں۔

لہٰذا اب جبکہ یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کی اصلاح و تطہیر جاری ہے[1] ہم سب پر فرض ہے کہ ذمہ دار افراد سے تعاون کریں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یونیورسٹیوں کو منحرف ہونے سے بچائیں اور جہاں ہمیں کوئی انحراف نظر آئے۔ فوری اقدام کرکے اُسے رفع کرنے کی کوشش کریں اور یہ بنیادی کام ابتدائی مرحلہ میں یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں موجود جوانوں کے طاقتور ہاتھوں سے انجام پذیر ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ یونیورسٹیوں کے انحراف سے نجات ملک و قوم کی نجات ہے۔

لہٰذا میں پہلے نونہالوں اور نوجوانوں کو اور پھر والدین اور ان کے دوستوں کو اور اس کے بعد حکام اور محبِ وطن دانشوروں کو وصیت کرتا ہوں کہ اس اہم معاملہ میں جو آپ کے ملک کو گزند پہنچنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ دل و جان سے کوشش کرکے یونیورسٹیاں آنے والی نسل کے حوالے کریں اور آنے والی تمام نسلوں کو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی، اپنے پیارے ملک کی اور اسلام کے انسان ساز دین کی نجات کی خاطر یونیورسٹیوں کو انحراف اور مغرب زدگی یا مشرق زدگی سے

---

[1] تعلیمی اداروں کو اسلامی خطوط پر چلانے کے لئے شروع کئے جانیوالے ثقافتی انقلاب کیطرف اشارہ ہے۔

محفوظ رکھ کر ان کی پاسداری کریں اور اپنے اس انسانی، اسلامی عمل کے ذریعے ملک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ کاٹ کر انہیں مایوس کردیں، خدا آپ کا حامی و حافظ رہے۔

اراکینِ پارلیمنٹ کا تعہد (فرض شناسی) ایک اہم معاملہ ہے

ذ۔ مجلس شورائے اسلامی (پارلیمنٹ) کے اراکین کا تعہد اہم معاملات میں سے ایک ہے ہم اس بات کے شاہد ہیں کہ اسلام اور مملکت ایران کو تحریک مشروطہ سے لے کر مجرم پہلوی حکومت کے دور تک ناپاک اور گمراہ پارلیمنٹ سے کتنے بڑے المناک نقصانات پہنچے اور ہر دور سے زیادہ بڑا اور خطرناک نقصان اس مسلط کردہ فاسد (پہلوی) حکومت کے زمانہ میں پہنچا اور اوران ناچیز، پٹھو مجرموں کی وجہ سے ملک و قوم کو شدید مصیبتوں اور بربادیوں سے گذرنا پڑا۔ ان پچاس سالوں میں ایک مظلوم اقلیت کے مقابلہ میں ایک گمراہ بناوٹی اکثریت اس بات کا باعث بنی رہی کہ برطانیہ اور رُوس اور آخری دور میں امریکہ کے جی میں جو آئے انہی خدا سے بے خبر گمراہوں کے ہاتھوں انجام دے اور ملک کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچا دے۔ مشروطہ تحریک کے بعد رضا خان سے پہلے مغرب زدہ لوگوں، خانوں، سرداروں، زمین کے غاصبوں اور پہلوی حکومت کے زمانہ میں اس ظالم حکومت اور اس کے ایجنٹوں اور کاسہ لیسوں کی وجہ سے تقریباً آئین کی اہم دفعات میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں ہوا۔

اب جب کہ خدا کی عنایت اور عظیم الشان قوم کی ہمتوں سے ملک کی تقدیر عوام کے ہاتھ میں آئی ہے، اراکینِ پارلیمنٹ عوام ہی میں سے اور ان ہی کی مرضی سے حکومت اور ریاستوں کے والیوں (سرداروں) کی مداخلت کے بغیر مجلس شورائے اسلامی (پارلیمنٹ) میں آئے ہیں، اُمید ہے اسلام اور ملکی مفادات سے متعلق ان کی فرض شناسی کے ذریعے ہر قسم کے انحراف کا سدِ باب کیا جاسکے گا۔

قوم کا ہر طبقہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق اسلام اور وطن کی خدمت کرے

قوم کے حال اور مستقبل کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ اپنے عزم صمیم اور اسلام و ملکی

مفادات کی نسبت اپنے تعہد کے ذریعے ہر مرحلہ انتخابات کے دوران اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے لئے متعہد (جو اکثر معاشرہ کے متوسط طبقہ اور محروموں میں سے ہوتے ہیں) اور صراطِ مستقیم سے مغرب یا مشرق کی طرف نہ بھٹکنے والے، گمراہ مکاتب فکر کی طرف رجحان نہ رکھنے والے، تعلیم یافتہ، دورِ حاضر کے مسائل اور اسلامی اصولوں سے باخبر اراکینِ پارلیمنٹ کا انتخاب کریں اور محترم علماء کی برادری خصوصاً مراجع عظام کے لئے وصیت کرتا ہوں کہ معاشرہ کے مسائل سے بالخصوص صدارتی و پارلیمانی انتخابات جیسے مسائل سے اپنے آپ کو دُور نہ رکھیں اور (ان سے) لاتعلق نہ رہیں۔

آپ سب گواہ ہیں اور آنے والی نسل سُن لے گی کہ بوڑھے (برطانوی)، مشرقی اور مغربی استعمار کے چابک دست سیاسی ہاتھوں نے علماء کو میدان سے باہر نکال دیا جنہوں نے تکلیفوں اور سختیوں سے مشروطیت کی بنیاد رکھی تھی اور علماء نے بھی سیاسی چالبازوں کے فریب کا شکار ہو کر ملکی اور مسلمانوں کے معاملات میں دخل دینا اپنی شان کے منافی سمجھ کر میدان مغرب زدہ لوگوں کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور مشروطیت، آئین، ملک اور اسلام پر وہ بلائیں نازل ہوئیں جن کے ازالہ کے لئے طویل عرصہ درکار ہے۔

اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں، ہر طبقہ کے لئے سرگرم ہونے کی کھلی فضا میسر آ گئی ہے اور کوئی عذر باقی نہ رہا لہٰذا مسلمانوں کے معاملات میں تساہل معاف نہ ہونے والے بڑے گناہوں میں شمار ہو گا۔ ہر ایک پر اپنی صلاحیت اور حلقۂ اثر کے حساب سے لازم ہے کہ اسلام اور وطن کی خدمت کرے اور سنجیدگی کے ساتھ دو محوروں سے وابستہ، مشرق زدہ یا مغرب زدہ اور اسلام کے عظیم مکتبِ فکر سے منحرف افراد کے اثر و رسوخ کو روکیں اور جان لیں کہ اسلام اور اسلامی ممالک کے دشمن جو وہی عالمی لیٹرے سُپر طاقتیں ہیں آہستہ آہستہ مکاری سے ہمارے ملک اور دوسرے اسلامی ممالک میں داخل ہو کر قوموں کے ذریعہ ممالک کو استحصال کے جال میں پھنسا لیتے ہیں آپ کو ہوشیار ہو کر چوکس رہنا پڑے گا۔ پہلا فیصلہ کن قدم اٹھانے کا احساس لے کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں اور انھیں موقع نہ دیں خدا آپ کا حامی و نگہبان ہو۔

پارلیمنٹ، مجلسِ خبرگان، نگران کونسل، قیادت کی کونسل اور رہبر کے انتخاب کا معیار اور ان کی بھاری ذمہ داریاں

اس دور اور آنے والے ادوار کے اراکین پارلیمنٹ (مجلس شورائے اسلامی) سے میری خواہش ہے کہ اگر خدانخواستہ منحرف عناصر خفیہ سازش کر کے سیاسی چال چل کر اپنی اکثریت عوام پر ٹھونسنے کی کوشش کریں تو مجلس (پارلیمنٹ) ان پر اعتماد ختم کر دے اور کسی ایک بھی خراب، پٹھو عنصر کو مجلس (پارلیمنٹ) میں نہ آنے دیں، میں تسلیم شدہ مذہبی اقلیتوں کو وصیت کرتا ہوں کہ پہلوی حکومت کے سینیٹرز سے عبرت لیں اور ایسے نمائندوں کو منتخب کریں جو اپنے دین اور اسلامی جمہوریہ کی نسبت متعہد، جہاں خوار طاقتوں سے غیر وابستہ، الحادی، گمراہ اور ناخالص مکاتبِ فکر کی طرف رجحان نہ رکھنے والے ہوں۔

اور تمام اراکین سے میری درخواست ہے کہ نہایت نیک نیتی اور بھائی چارہ سے اپنے اراکین کے ساتھ رویہ رکھیں اور سب مل کر سعی کریں کہ خدانخواستہ قوانین اسلام سے منحرف نہ ہوں اور سب اسلام اور اس کے آسمانی احکامات کے ساتھ وفادار رہیں تاکہ دُنیا و آخرت کی بھلائی پا سکیں۔ موجودہ اور آنے والی نسلوں کی نگران کونسل (شورائے نگہبان) سے میری تاکید کے ساتھ گذارش ہے کہ پوری تندہی اور طاقت کے ساتھ اپنے اسلامی اور ملی فرائض انجام دے اور کسی بھی طاقت سے مرعوب نہ ہو۔ شریعتِ مطہرہ اور آئین کے خلاف قوانین کو کسی رعایت کے بغیر روک دے اور ملک کی ضرورتوں کی طرف توجہ دے جنھیں کبھی ثانوی احکامات کے ذریعہ اور کبھی ولایت فقیہ کے تحت پورا کیا جانا چاہیئے۔

نیز شریف عوام کے لئے میری یہ وصیت ہے کہ ہر قسم کے انتخابات کے دوران میدان میں رہیں چاہے صدارتی الیکشن اور اراکین مجلسِ شورائے اسلامی (پارلیمنٹ) کے انتخابات ہوں یا مجلس خبرگان (ماہرین کی کونسل) کی طرف سے قیادت کی کونسل یا رہبر منتخب کرنے کے لیے ہونے والے انتخابات اور جن افراد کا انتخاب کریں انھیں ایسے اصولوں کے تحت منتخب کرنا چاہیئے جو معتبر ہوں۔ مثال کے طور پر قیادت کی کونسل یا رہبر کے تقرر کے لئے خبرگان

(ماہرین) کے انتخاب میں دقت کریں کہ اگر سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے شرعی اور قانونی ضوابط کے تحت اہلِ خبرہ کا انتخاب نہ کریں تو اسلام اور مُلک کو ایسے نقصانات پہنچ سکتے ہیں جن کا ازالہ بھی شاید ممکن نہ ہو۔ اس صورت میں سب اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

اس طرح مراجع اور بڑے علماء سے لے کر بازاری، کسان، مزدور اور ملازم طبقوں تک ملّت کے عدم مداخلت کی صورت میں سب کے سب مُلک اور اسلام کی تقدیر کے ذمّہ دار ہوں گے چاہے موجودہ نسل میں یا آنے والی نسلوں میں اور بعض موقعوں پر حصّہ نہ لینا اور تساہل برتنا ایسا گناہ ہوسکتا ہے جو گناہانِ کبیرہ میں سرِفہرست ہو۔ لہٰذا واقعہ کے پیش آنے سے پہلے اس کا علاج کرنا چاہیے ورنہ معاملہ سب کے قابو سے نکل جائے گا اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا احساس مشروطہ کے بعد آپ اور ہم نے کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی بڑا علاج نہیں ہے کہ عوام پورے مُلک میں اسلامی ضوابط اور آئین کے مطابق اپنے اوپر عائد ذمّہ داریاں نبھائیں، صدرِ مملکت و اراکین پارلیمنٹ کے انتخاب کے لیے متعہّد، روشن خیال، معاملات کے رموز سے واقف، طاقتور استحصالی ممالک سے غیر وابستہ، تقویٰ، اسلام اور اسلامی جمہوریہ کی نسبت تعہّد کی شہرت رکھنے والے تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ نیز پرہیزگار، اسلامی جمہوریہ کی نسبت متعہّد مذہبی رہنماؤں اور علماء سے مشورہ کریں اور خیال رکھیں کہ صدرِ مملکت و اراکین مجلس (پارلیمنٹ) ایسے طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو معاشرہ کے غریب لوگوں کی محرومی اور مظلومی کا احساس کرتے ہوئے ان کی اور ان کی بھلائی کی طرف متوجہ ہوں۔ سرمایہ داروں، زمین کے غاصبوں، خوشحال اور عیش و عشرت میں غرق اونچے لوگوں میں سے نہ ہوں جو غربت کی تلخی اور بھوکے یا برہنہ پا لوگوں کے دُکھ درد نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ صدرِ مملکت اور اراکین مجلس (پارلیمنٹ) اگر شائستہ، اسلام کے پابند (متعہّد) اور مُلک و قوم کے ہمدرد ہوں تو بہت سی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی اور اگر کچھ مشکلات موجود ہوں تو رفع ہوجائیں گی۔ یہی بات قیادت کی کونسل یا رہبر کے انتخاب کے لیے خبرگان (ماہرین) کے انتخابات میں بھی اہم خصوصیت کے ساتھ مدِّنظر رکھنی

چاہیے کہ اگر اہلِ خبرہ جو عوام کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں، نہایت توجّہ کے ساتھ ہر زمانے کے لئے مراجع عظام اور تمام مُلک کے علماء، دین دار طبقہ اور فرض شناس (متعہّد) دانشوروں کے مشورے سے مجلس خبرگان میں پہنچیں تو رہبری یا قیادت کی کونسل کے لیے شائستہ ترین اور سب سے متعہّد شخصیتوں کے انتخاب سے بہت سی مشکلات و مسائل پیدا نہیں ہوں گے یا تو شائستہ طریقہ سے رفع ہوجائیں گے۔ آئین کی دفعہ ایک سو نو اور دفعہ ایک سو دس پر نظر ڈالنے سے اہلِ خبرہ کے انتخاب کے لیے عوام اور رہبر یا قیادت کی کونسل کے انتخاب کے لیے اراکین "مجلس" خبرگان کی بھاری ذمّہ داری واضح ہوجاتی ہے کہ انتخاب میں معمولی سی بے پرواہی اسلام، مُلک اور اسلامی جمہوریہ کو کتنا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہونے کے امکان کے پیشِ نظر ان کا وظیفہ الٰہی بنتا ہے۔

رہبر اور قیادت کی کونسل کا منصب بھاری اور خطرناک ذمّہ داری ہے۔

اس دَور میں (جو سپر طاقتوں اور ان کے مُلکی و غیر ملکی پٹھوؤں کی طرف سے اسلامی جمہوریہ اور درحقیقت اسلامی جمہوریہ کی آڑ میں اسلام پر حملہ کا دور ہے) اور آنے والے ادوار میں رہبر اور رہبری کی کونسل کے لیے میری وصیّت یہ ہے کہ اپنے آپ کو اسلام، اسلامی جمہوریہ، محروموں اور مستضعفوں کی خدمت کے لیے وقف کردیں اور یہ نہ سوچیں کہ رہبری بذاتِ خود ان کے لیے ایک تحفہ اور بُلند مقام ہے بلکہ یہ ایک بھاری اور خطرناک ذمّہ داری ہے کہ اگر خدانخواستہ اس میں نفسانی خواہشات کی وجہ سے کوئی لغزش سرزد ہوجائے تو اس کا نتیجہ اس دُنیا میں ابدی ذِلّت اور دوسرے جہان میں خداوندِ قہّار کے غضب کی آگ ہوگی۔

خداوند ہادی و منّان سے نہایت انکساری اور خضوع سے میری دُعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو اس خطرناک امتحان سے سُرخرو کرکے اپنے حضُور میں بلاکر نجات دلادے۔ نیز یہ خطرہ کسی حد تک موجودہ اور آنے والے صدورِ مملکت، حکومتوں اور ذمّہ داریوں کے حساب سے مختلف درجہ کے اربابِ اختیار کے لیے بھی موجود ہے، انھیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر اور اپنے آپ کو اس کے سامنے جوابدہ سمجھنا چاہیئے۔ خداوندِ متعال اُن کو کامیاب کرے۔

عدلیہ اور اسلامی نظامِ عدل کا نفاذ

ح۔ عدلیہ اہم معاملات میں سے ایک ہے جس کا تعلق عوام کی جان، مال اور ناموس سے ہے۔ رہبر اور قیادت کی کونسل کو میری وصیت یہ ہے کہ عدلیہ کے اعلیٰ ترین منصب پر تقرری کے لیے جو ان کے اختیار میں ہے۔ متعہد، تجربہ کار، شرعی و اسلامی امور اور سیاست میں صاحب نظر افراد کو مقرر کرنے کی کوشش کریں اور عدلیہ کی اعلیٰ کونسل سے میری درخواست ہے کہ عدلیہ کے معاملہ کو جو گذشتہ حکومت کے دور میں افسوسناک اور غم انگیز صورت اختیار کر گیا تھا، سنجیدگی سے درست کرنے کی کوشش کرے اور اس اہمیت کی حامل ذمہداری سے ان کا عمل دخل ختم کر دیں جو لوگوں کی جان و مال سے کھیلتے ہیں اور جس چیز کی ان کے ہاں اہمیت نہیں ہے وہ اسلامی عدالت ہے۔

نیز آہستہ آہستہ عدالتوں کو تبدیل کر دیں اور لازمی اسلامی معیاروں پر نہ اُترنے والے ججوں کی جگہ شرائط پر مکمل طور پر اترنے والے ججوں کو مقرر کریں جو انشاء اللہ دینی درسگاہوں بالخصوص قم کے حوزۂ مبارکہ کی سعی و کوشش سے تعلیم و تربیت پاکر نامزد ہو جائیں گے تاکہ انشاء اللہ جلد پورے ملک میں اسلامی انصاف نافذ ہو جائے میں موجودہ اور آنے والے زمانہ کے محترم ججوں کو وصیت کرتا ہوں کہ عدالت کی اہمیت کے متعلق معصومین صلوات اللہ علیہم کی احادیث، عدلیہ کے بڑے خطرے اور قضاوت کے بارے میں ناحق نقل ہونے والی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حساس معاملہ کو نبھائیں اور اس منصب کو نااہل لوگوں کے ہاتھ میں جانے نہ دیں۔

جو اہلیت رکھتے ہیں وہ اس معاملہ کو نبھانے سے دامن نہ چھڑائیں، نااہل لوگوں کو موقع نہ دیں اور سمجھ لیں کہ جس طرح اس مقام کا خطرہ بڑا ہے، اس کا اجر و جزا اور ثواب بھی عظیم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ قضاوت کے اہل افراد کے لئے قضاوت کرنا واجب کفائی ہے۔

دینی درسگاہیں اور ان کو صحیح خطوط پر چلانے کا معاملہ

ط۔ مقدس حوزہ ہائے علمیہ کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ بارہا میں نے عرض کیا ہے

کہ اس زمانہ میں جہاں اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لیے کمربستہ ہو گئے ہیں اور اس شیطانی مقصد کی تکمیل کے لیے ہر قسم کا حربہ آزما رہے ہیں اور ان کے مذموم عزائم کے لیے اہم اور اسلام و حوزہ ہائے علمیہ کے لیے خطرناک راہوں میں سے ایک راہ گمراہ اور تخریب کار افراد کو دینی درسگاہوں میں داخل کرنا ہے جس کا مختصر مدت میں بڑا خطرہ ناشائستہ افعال و اخلاق اور گمراہ کُن طور طریقوں کے ذریعہ دینی درسگاہوں کو بدنام کرنا ہے اور لمبے عرصہ میں اس کا بہت بڑا خطرہ ایک یا ایک سے زیادہ مکار لوگوں کا اعلیٰ منصبوں تک پہنچنا ہے جو اسلامی علوم سے واقفیت کے ذریعہ صاف دل عوام کے مختلف طبقوں اور گروہوں میں اثر و رسوخ بڑھا کر ان کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے موقع پاتے ہی اسلامی علوم کی درسگاہوں، اسلام عزیز اور ملک پر ضرب لگاتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ لٹیرے بڑی طاقتوں کے پاس معاشروں کے درمیان نیشنلسٹوں، بناوٹی روشن خیالوں اور عالم نماؤں کی مختلف صورتوں میں ایسے افراد ذخیرہ ہیں جو بہت ہی خطرناک اور سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے لوگ ہیں۔ اور اسلامی پرہیزگار یا بہین ایرانزم اور محبِ وطن کے بہروپ میں یا دوسرے بہانوں سے صبر و تحمل کے ساتھ تیس چالیس سال تک رہتے ہیں اور مناسب موقع پر اپنا مشن پورا کرتے ہیں۔

اور ہماری عزیز قوم نے انقلاب کی کامیابی کے بعد اس مختصر عرصہ میں مجاہدِ خلق، فدائی خلق، تودہ والوں اور دوسری شکلوں میں کئی مثالیں دیکھی ہیں، ہشیاری سے اس قسم کی سازشوں کو ناکام بنانا سب پر فرض ہے، سب سے اہم دینی درسگاہیں ہیں جن کو صحیح خطوط پر استوار کرنا زمانے کے مراجع کی تائید کے ساتھ محترم اساتذہ اور تجربہ کار فضلاء کی ذمہ داری ہے۔

اور شاید "نظم و نسق بدنظمی میں ہے" کے نظریہ والی اصطلاح انہی منصوبہ سازوں اور سازشیوں کی مذموم اصطلاحات میں سے ہو۔ بہرحال میری وصیت یہ ہے کہ تمام ادوار بالخصوص موجودہ دور میں جہاں منصوبے اور سازشیں سُرعت و شدت اختیار کر گئی ہیں، دینی درسگاہوں کو منظم کرنے کی تحریک لازم اور ضروری ہے، علماء، اساتذہ اور جلیل القدر فضلاء، وقت نکال کر دقیق اور صحیح پروگرام کے تحت حوزہ ہائے علمیہ بالخصوص حوزۂ علمیۂ قم اور دوسرے بڑے حوزوں کو زمانے کے اس موڑ پر تباہ ہونے سے بچائیں، علماء و اساتذۂ کرام پر لازم ہے کہ فقاہت سے متعلق دروس فقہ

اور اصول فقہ کے حلقوں میں مشائخ عظام کے طریقہ سے (جو اسلامی فقہ و فقاہت کے تحفظ کا واحد راستہ ہے) نہ بھٹکیں اور سعی کریں کہ دقیق کاموں، بحث و نظر اور تخلیق و تحقیق میں روز افزوں اضافہ ہو اور روایتی فقہ کو محفوظ رہنا چاہیئے جو سلف صالح کی میراث اور اس سے منحرف ہونا تحقیق و تدقیق کے اصولوں میں کمزوری کے مترادف ہے۔ نیز تحقیق در تحقیق کا عمل فروغ پانا چاہیئے، البتہ علم کے دوسرے شعبوں میں ملک و دین کی ضرورتوں کے مطابق پروگرام بنیں گے اور ان شعبوں میں افراد کی تربیت ہونی چاہیئے اور سب سے اعلیٰ اور گرانقدر حوزوں میں سے ایک جس کی ہمہ گیر سطح پر تعلیم و تدریس جاری رہنی چاہیئے۔ اسلام کے معنوی علوم ہیں مثلاً علم اخلاق، تہذیب نفس اور اللہ کی طرف سیر و سلوک جو جہاد اکبر ہے، خدا ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

انتظامیہ، وزراء اور حکام، قوم بالخصوص مستضعفوں کی خدمت کریں

ی۔ انتظامیہ ان شعبوں میں سے ہے جس کی اصلاح، تطہیر اور نگرانی ضروری ہے۔ ممکن ہے پارلیمنٹ پیشرفتہ اور سوسائٹی کے لئے مفید قوانین کی منظوری دے، نگران کونسل اس کو نافذ کرے اور متعلقہ وزیر اس کا اعلان بھی کر دے لیکن جب غیر صالح انتظامی افراد کے ہاتھ میں پہنچے تو وہ انہیں مسخ کر دیں اور برخلاف ضابطہ یا کاغذی کارروائیوں اور خواہ مخواہ کی لیت و لعل کے ذریعے (جس کی انہیں عادت ہوگئی ہے) یا جان بوجھ کر عوام کو پریشان کرنے کے لئے دھیرے دھیرے تساہل کی وجہ سے ایک مسئلہ کھڑا ہو جائے۔

موجودہ دور اور دیگر ادوار کے متعلقہ وزراء کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ وہ خزانہ جس سے آپ اور وزارتوں کے ملازمین روزی کھاتے ہیں، قوم کی ملکیت ہے اور سب کو چاہیئے کہ وہ قوم بالخصوص مستضعفوں کی خدمت کریں، عوام کو تنگ کرنا اور فرائض کی ادائیگی کی خلاف ورزی کرنا حرام اور خدانخواستہ کبھی کبھار خدائی غضب کا سبب بنتا ہے۔ آپ سب کو قوم کی حمایت کی ضرورت ہے، یہ عوام بالخصوص محروم طبقوں کی تائید ہی تھی جس کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی اور ملک و ملکی ذخائر سے ستم شاہی کا تسلط ختم ہوگیا اور اگر کسی دن ان کی تائید سے محروم ہوگئے تو

آپ برطرف کر دیئے جائیں گے اور شاہنشاہی حکومت کی طرح آپ کی جگہ ستم پیشہ افراد عہدوں پر فائز ہو جائیں گے لہٰذا اس محسوس حقیقت کو بھانپتے ہوئے قوم کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے اور غیر اسلامی و غیر انسانی سلوک سے گریز کرنا چاہیئے، اسی لئے آنے والی پوری تاریخ میں ملک کے وزراء کو تاکید کرتا ہوں کہ گورنروں کی تقرری کے لئے لائق، دیندار، متعہد، دانشمند اور عوام کے ہمنوا لوگوں کو منتخب کریں تاکہ ملک میں زیادہ سے زیادہ پُرامن فضا قائم ہو اور جان لینا چاہیئے کہ اگرچہ وزارتوں میں اپنے دائرۂ کار کا نظم و نسق درست کرنے اور اسے اسلامی رنگ دینے میں ہر وزیر کی اپنی ذمہ داری ہے لیکن ان میں سے کچھ خاص اہمیت کے حامل ہیں مثلاً وزارتِ خارجہ جس کے تحت ملک سے باہر سفارت خانے ہیں۔ میں نے کامیابی کی ابتداء سے ہی وزرائے خارجہ کو سفارتخانوں کی طاغوتی زندگی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے انہیں اسلامی جمہوریہ کے لئے موزوں سفارت خانوں میں بدلنے کی تاکید کی لیکن ان میں سے کچھ لوگ کوئی مثبت اقدام نہیں کرنا چاہتے تھے یا نہ کر سکتے تھے اور اب جبکہ فتح کو تین سال گذر رہے ہیں اور موجودہ وزیر خارجہ نے اس کام کے لئے اقدام کیا ہے، امید ہے محنت اور وقت صرف کر کے یہ اہم کام پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ اس دور اور آنے والے ادوار میں وزرائے خارجہ کے لئے میری وصیت یہ ہے: آپ کی ذمہ داری بہت بھاری ہے، وزارتوں اور سفارت خانوں کی اصلاح اور تغیر و تبدل کے شعبہ میں بھی اور خارجہ پالیسی، ملکی مفادات و خود مختاری کے تحفظ اور ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے والے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات برقرار رکھنے کے سلسلے میں بھی اور ہر اس معاملہ سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں جس میں وابستگی کا اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ معمولی شائبہ بھی موجود ہو۔ نیز جان لینا چاہیئے کہ بعض معاملات میں ہو سکتا ہے وابستگی کی کچھ ظاہری آنکھوں کو دھوکہ دینے والی خوبی بھی نظر آجائے اور زمانۂ حال میں اس کا کوئی نفع یا فائدہ بھی ہو لیکن نتیجتاً ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر دے گی، نیز اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے، ان کے (حکام کو بیدار کرنے اور اتحاد و یکجہتی کی طرف دعوت دینے کی سعی و کوشش کریں، اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

دُنیا کے مُسلمان عالمی ایمانی برادری کی تشکیل کے لئے ایک دوسرے کی طرف اخوت کا ہاتھ بڑھائیں

اسلامی ممالک کے عوام کے لئے میری وصیت ہے کہ اُمید نہ رکھیں (اپنے) مقصد تک پہنچنے کے لئے (جو اسلام اور اسلامی احکام کا نفاذ ہے) باہر سے آکر کوئی آپ کی مدد کرے گا، آپ کو بذاتِ خود اس بنیادی عمل کے انجام کے لئے جد وجہد کرنا ہوگی جو آزادی اور استقلال کا ضامن ہے۔ اسلامی ممالک کے علمائے کرام اور خطبائے عظام حکومتوں کو دعوت دیں کہ وہ غیر ملکی بڑی طاقتوں کے ساتھ وابستگی سے اپنے آپ کو نجات دلائیں اور اپنے عوام کے ساتھ مفاہمت پیدا کریں، اس صورت میں فتح وکامرانی ان کے قدم چومے گی، نیز عوام کو اتحاد کی دعوت دیں اور نسل پرستی سے جو اسلامی اصول کے خلاف ہے، پرہیز کریں اور اپنے برادرانِ ایمانی کی طرف خواہ وہ جس ملک یا نسل سے بھی تعلق رکھتے ہوں، اخوت کا ہاتھ بڑھائیں اس لئے کہ اسلامِ عظیم نے ان کو بھائی قرار دیا ہے اور اگر ایک دن حکومتوں اور عوام کی ہمت اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے یہ ایمانی برادری وجود میں آگئی تو آپ دیکھیں گے کہ مسلمان دُنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوں گے۔

اس دن کی اُمیدوں کے ساتھ جب پروردگار عالم کی مشیّت سے یہ برادری اور برابری حاصل ہو جائے گی۔

تبلیغِ اسلام اور اسلام کے نورانی چہرہ کو اُجاگر کرنا تمام طبقات کی دینی ذمہ داری ہے۔

تمام ادوار بالخصوص اس دور میں جو خاص اہمیت کا حامل ہے میں وزارتِ ارشاد کے لئے وصیت کرتا ہوں کہ باطل کے مقابل حق کی تبلیغ اور اسلامی جمہوریہ کے حقیقی رُخ کو اُجاگر کرنے کے لئے سعی کرے۔ اس وقت جبکہ ہم نے سپر طاقتوں کا تسلط اپنے ملک سے ختم کر دیا ہے، ہم بڑی طاقتوں سے وابستہ ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ حملوں کی زد میں ہیں۔

کون کون سے جھوٹ کے پلندے اور الزام تراشیاں ہیں جو سپر طاقتوں کے پٹھو بولنے اور لکھنے والوں نے اس نوبنیاد اسلامی جمہوریہ کے خلاف نہ کیں یا نہیں کر رہے ہیں؟

مع الأسف اسلامی خطہ کی اکثر حکومتیں جن کو حکمِ اسلام کی رُو سے ہماری طرف اخوت کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے، ہماری اور اسلام کی دشمنی پر اُتر آئی ہیں، سب ہر طرف سے ہم پر حملہ آور ہو کر جہانخواروں کی خدمت کر رہی ہیں (جبکہ) ہماری پروپیگنڈہ طاقت بہت زیادہ کمزور ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ آج دنیا پروپیگنڈہ پر چل رہی ہے، نہایت افسوس ہے کہ نام نہاد روشن خیال لکھاری جن کا جھکاؤ دو محوروں میں سے ایک کی طرف ہے، اپنے ملک وقوم کی خود مختاری اور آزادی کے بارے میں سوچنے کی بجائے، خود غرضیاں، موقع پرستیاں اور انحصار طلبیاں ان کو لمحہ بھر کے لئے سوچنے، اپنے ملک وقوم کے مفادات کو مدنظر رکھنے، سابقہ ظالم حکومت اور اس جمہوریہ میں آزادی واستقلال کا موازنہ کرنے، آرام اور کچھ سامانِ تعیش کو گنوا کر ملنے والی سرافتمندانہ باوقار زندگی کو ستم شاہی حکومت سے ملنے والی چیزوں سے موازنہ کرنے (جو وابستگی، نوکر یا فساد کے کیڑوں اور ظلم وبرائی کے سرچشموں کی تعریف وتوصیف سے پُر تھیں) حکومت اور عوام کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر طاغوتیوں اور ظالموں کے خلاف زبان وقلم کا استعمال کرنے کا موقع نہیں دیتی۔

اور امر تبلیغ صرف وزارتِ ارشاد ہی کی ذمہ داری نہیں بلکہ تمام دانشوروں، مقرروں، ادیبوں، شاعروں اور فن کاروں کی ذمہ داری ہے۔ وزارتِ خارجہ کو سعی کرنی چاہیئے کہ سفارتخانوں کے تبلیغی رسائل وجرائد ہوں اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دنیا والوں کے سامنے اُجاگر کریں تاکہ اگر یہ چہرہ اپنے اس حُسن وجمال کے ساتھ جس کی طرف قرآن وسنت نے اس کی تمام خصوصیتوں کے ساتھ دعوت دی ہے، اسلام دشمنوں کے نقاب اور دوستوں کی کج فہمیوں سے نکل کر جلوہ گر ہو جائے تو پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جائے گا اور اس کا با افتخار پرچم ہر جگہ لہرانے لگے گا۔

کتنی مصیبت آمیز اور غم انگیز بات ہے کہ مسلمانوں کے پاس ایسی متاع ہے جس کی تخلیق عالم سے لے کر آج تک کوئی نظیر نہیں ملتی (لیکن) اس انمول موتی کو جس کی ہر انسان کو اپنی آزاد فطرت کے مطابق طلب رہتی ہے، دُنیا کے سامنے نہ لاسکے بلکہ خود بھی اس سے غافل اور

کبھی گریزاں رہے۔

بہت اہم، مقدّر ساز امور میں سے ایک نرسری سکولوں سے لے کر یونیورسٹیوں تک کی تعلیم و تربیت کے مراکز ہیں جن کی غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر میں نے مکرّر طور پر ذکر کیا اور اشارہ کرکے گذر رہا ہوں۔ لٹی ہوئی قوم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ گذشتہ نصف صدی میں جس چیز سے ایران اور اسلام کو ٹھیس پہنچی ہے وہ یونیورسٹیاں ہیں۔

اگر یونیورسٹیاں اور دوسرے تعلیم و تربیت کے مراکز اسلامی و ملّی پروگرام کے تحت ملک کے مفاد میں بچوں اور جوانوں کی صحیح، تہذیب و تربیت کرتے تو کبھی ہمارا ملک برطانیہ اور اس کے بعد امریکہ اور روس کے چنگل میں نہ پھنستا اور کبھی خانماں برباد، تباہ کن معاہدے ہماری لٹی پٹی قوم پر نہ ٹھونسے جاتے اور کبھی غیر ملکی مشیروں کے لئے ایران کے دروازے نہ کھلتے اور کبھی بھی ایران کے ذخائر اور اس مصیبت زدہ قوم کا طلائے سیاہ (تیل) شیطانی طاقتوں کی جیب میں نہ چلا جاتا اور کسی صورت میں بھی پہلوی خاندان اور اس کے پٹھو قوم کی املاک کو ہڑپ کرکے ملک سے باہر اور اندرون ملک مظلوموں کی لاشوں پر پارک اور محل تعمیر نہ کر سکتے، غیر ملکی بینکوں کو ان مظلوموں کی کمائی سے پُر نہ کر سکتے اور اپنے اور اپنے متعلقین کی عیاشی اور لہو و لعب پر خرچ نہ کر سکتے تھے۔ اگر مقنّنہ، انتظامیہ، عدلیہ اور دوسرے اداروں کے چشمے اسلامی و قومی یونیورسٹیوں سے پھوٹتے تو آج ہماری قوم خانہ برباد مسائل سے دوچار نہ ہوتی اور اگر بے داغ شخصیتیں اسلامی اور ملّی رجحانات کے اس صحیح مفہوم کے ساتھ (نہ ان مفاہیم کے ساتھ جو آج اسلام کے نام پر دکھایا جاتا ہے) یونیورسٹیوں سے مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں آتی تو ہمارا آج، موجودہ آج سے، ہمارا ملک موجودہ ملک سے مختلف ہوتا اور ہمارے محرومین، محرومیت کی قید سے آزاد اور ستمشاہی کی بساطِ ظلم، فحاشی اور منشیات کے اڈے عشرتکدے (جن میں سے ہر ایک کا نوجوان نسل کی بربادی میں اہم اور بھرپور کردار تھا) ختم ہو جاتے اور آج قوم کو یہ تباہ کن اور انسانیت کی بنیادیں ہلا دینے والا ورثہ وراثت میں نہ ملتا اور اگر یونیورسٹیاں اسلامی اور قومی ہوتیں تو معاشرہ کے لئے سینکڑوں، ہزاروں اساتذہ فراہم کر سکتی تھیں لیکن کتنی غم انگیز اور افسوسناک بات ہے کہ کالج اور یونیورسٹیاں

ایسے لوگوں کے زیر انتظام ہوتی تھیں اور ہمارے پیارے ربچے) ایسے افراد کے ہاتھوں تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے جو ایک مظلوم و محروم اقلیت کو چھوڑ کر باقی سب ایسے مغرب زدہ اور مشرق زدہ لوگ تھے جن کے ہاتھ میں پہلے سے طے شدہ اور املاء شدہ پروگرام اور منصوبوں کے مطابق یونیورسٹیوں میں کرسیاں ہوتی تھیں، ناچار ہمارے پیارے اور مظلوم نوجوان سپر طاقتوں کے ایجنٹ ان درندوں کے ہاتھوں پرورش پاکر قانون سازی، حکومتی اور عدالتی عہدوں پر براجمان ہوتے اور ان کے یعنی ظالم پہلوی حکومت کے احکامات کے مطابق عمل کرتے تھے۔ آج الحمدللہ یونیورسٹیاں مجرموں کے چنگل سے رہا ہوگئی ہیں۔ لہٰذا ہر زمانے میں قوم اور اسلامی جمہوری حکومت کی ذمہ داری ہے کہ منحرف مکاتب فکر سے تعلق یا مشرق و مغرب کی طرف جھکاؤ رکھنے والے فاسد عناصر کو ٹریننگ سنٹرز، یونیورسٹیوں اور تعلیم و تربیت کے دوسرے مراکز میں گھسنے نہ دیں اور پہلا قدم رکھتے ہی انہیں روک دیں تاکہ کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو اور ان پر گرفت کمزور نہ پڑ جائے۔ تربیتی مراکز اور کالج یونیورسٹیوں کے عزیز نوجوانوں کے لئے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ خود دلیری سے گمراہیوں کے خلاف ڈٹ جائیں۔ تاکہ ان کی اور انکے ملک و ملت کی خود مختاری اور آزادی محفوظ رہے۔

فوج، سپاہِ پاسداران، سرحدی پولیس اور پولیس سے لے کر (انقلابی) کمیٹیوں، رضاکاروں اور قبائل تک تمام مسلّح فورسز خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ لوگ جو اسلامی جمہوریہ کے طاقتور اور باہمت بازو ہیں اور سرحدوں، شاہراہوں، شہروں اور دیہاتوں کے رکھوالے، امن و امان کے محافظ اور قوم کے لئے سکھ چین فراہم کرنے والے لوگ ہیں۔ عوام، حکومت اور پارلیمنٹ کی خاص توجّہ کے حقدار ہیں اور اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دنیا میں بڑی طاقتوں اور تخریبی پالیسیوں کے لئے ہر وسیلہ اور ہر عنصر سے زیادہ کارآمد مسلّح افواج ہیں، جن کے ہاتھوں سیاسی چالبازیاں چلتی ہیں، بغاوتیں ہوتی ہیں اور حکومتوں کے تختے اُلٹ دیئے جاتے ہیں اور بے ایمان سودخور ان کے کچھ قائدین کو خرید لیتے ہیں اور ان کے ذریعے اور بِکے ہوئے کمانڈروں کی سازشوں سے ممالک پر غلبہ حاصل کرتے ہیں اور مظلوم قوموں پر اپنا

تسلط برقرار کرتے ہیں اور ملکوں کی آزادی وخود مختاری چھین لیتے ہیں اور اگر کلیدی عہدوں پر ایماندار کمانڈر ہوں تو کبھی ملک دشمن عناصر کے لئے بغاوت کرانے یا کسی ملک پر قبضہ کرنے کا امکان نہیں رہتا، اگر کبھی وقت آن پڑے تو وہ فرض شناس کمانڈروں کے ہاتھوں شکست کھائیں گے اور ناکام ہو جائیں گے۔

اور ایران میں بھی عوام کے ہاتھوں زمانہ کا یہ معجزہ رونما ہوا (اس میں) فرض شناس مسلح افواج اور ایماندار محبِ وطن کمانڈروں کا اچھا خاصا کردار رہا ہے اور اب تقریباً دو سال کے بعد صدام تکریتی کی مسلط کردہ لعنتی جنگ جو امریکہ اور دوسری طاقتوں کی شہ پر اور ان کی مدد سے ٹھونسی گئی تھی۔ جارح، بعثی افواج کی سیاسی وعسکری شکست سے رُوبرو ہے۔ ایک بار پھر مسلح عسکری، انتظامی، سپاہِ پاسداران اور عوامی طاقتوں نے قوم کی بے دریغ حمایت سے محاذوں اور محاذوں کے پیچھے بڑے قابلِ فخر کارنامے انجام دے کر ایران کا سر فخر سے بلند کیا نیز اندرون ملک کی شرارتیں اور سازشیں جو اسلامی جمہوریہ کو ختم کرنے کے لئے مغرب و مشرق سے وابستہ کٹھ پتلیوں نے شروع کر رکھی تھیں (انقلابی کمیٹی، سپاہ پاسداران، بسیجیوں اور پولیس کے جوانوں کے طاقتور ہاتھوں سے، غیور قوم کی مدد سے خاک میں مل گئیں اور یہی جان نثار پیارے نوجوان ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں اور گھر لانے سکون کی نیند سوتے ہیں خدا ان کا حامی و ناصر ہو۔

لہٰذا عمر کے ان آخری لمحوں میں تمام مسلح طاقتوں کے لئے میری برادرانہ وصیت یہ ہے کہ اے میرے عزیزو جو اسلام سے عشق کرتے ہو اور خدا سے وصال کے شوق میں محاذوں اور پورے ملک میں اپنے کام انجام دے رہے ہو۔ آپ لوگ بیدار اور ہوشیار رہیں کہ سیاسی چالبازوں اور مغرب زدہ مشرق زدہ پیشہ ور سیاستدانوں اور مجرموں کے خفیہ ہاتھ ان کی غداری اور جرم کے ہتھیاروں کی تیز دھار نے پس پردہ ہر طرف سے اور ہر گروہ سے زیادہ آپ عزیزوں کی طرف رُخ کیا ہوا ہے۔ اور آپ عزیزوں سے جنہوں نے جان نشانی سے انقلاب کو فتح سے ہمکنار اور اسلام کو زندہ کیا ہے غلط فائدہ اُٹھا کر اسلامی جمہوریہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اسلام اور ملک و قوم کی خدمت کے نام سے قوم اور اسلام سے جدا کر کے دو جہانخوار محوروں میں سے ایک کی جھولی میں گرانا چاہتے ہیں اور

آپ کی محنتوں اور جان نثاریوں پر سیاسی چالوں اور اپنے آپ کو اسلامی و قومی ظاہر کرتے ہوئے باطل کی لکیر کھینچنا چاہتے ہیں۔

فوج اور دیگر مسلح ادارے سیاست سے دور رہیں

مسلح افواج کے لئے میری تاکید کے ساتھ وصیت ہے کہ حکومت کے اس قانون پر سختی سے عمل کریں کہ فوج پارٹیوں، جماعتوں اور سیاسی محاذوں میں شامل نہیں ہو سکتی اور مسلح فورسز چاہے وہ فوجی ہوں انتظامیہ کے افراد ہوں یا پاسداری اور بسیجی وغیرہ کسی بھی پارٹی یا جماعت میں شامل نہ ہوں اور اپنے آپ کو سیاسی چالوں سے دُور رکھیں، اس صورت میں وہ اپنی عسکری طاقت کی حفاظت کر سکتے اور جماعتی اختلافات سے دُور رہ سکتے ہیں اور کمانڈروں پر فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں کو پارٹیوں میں شامل ہونے سے منع کریں اور کیونکہ انقلاب پوری قوم کا ہے اور اسکی حفاظت سب پر لازم ہے۔

(لہٰذا) حکومت، عوام، دفاعی کونسل اور پارلیمنٹ کا شرعی اور قومی فریضہ ہے کہ اگر مسلح فورسز میں سے کچھ لوگ چاہے وہ کمانڈرز اور اعلےٰ درجہ کے لوگ ہوں یا دوسرے درجے کا طبقہ اگر کوئی حرکت کرنا چاہیں یا پارٹیوں میں شامل ہو جائیں جس کا (نتیجہ) بغیر کسی شک و شبہ ان کی تباہی ہے، یا سیاسی کھیلوں میں مداخلت کریں تو پہلے ہی دم پر ان کی مخالفت کریں، رہبر اور قیادت کی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ سختی سے اس کو روکیں تاکہ ملک نقصان سے محفوظ رہ سکے۔ نیز تمام مسلح قوتوں کو اپنی اس خاکی زندگی کے آخر میں مشفقانہ وصیت کرتا ہوں کہ اسلام کے لئے جس طرح آج وفادار ہیں۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ وفادار رہیں، کیوں کہ اسلام ہی خود مختاری اور حریت پسندی کا دین ہے، خداوند متعال سب کو اس کے نور ہدایت کے ذریعہ اعلےٰ انسانی مقام کی طرف دعوت دیتا ہے۔ آپ اور آپ کے ملک و ملت کو ان طاقتوں کے ساتھ وابستگی اور انحصار سے نجات دلاتا ہے جو آپ کو غلام بنانے کے سوا کچھ نہیں چاہتیں، اور آپ کے پیارے ملک اور قوم کو پسماندہ رکھتے ہوئے تجارتی منڈیوں میں تبدیل کرتی اور ظلم وستم سہنے کی ذلت میں مبتلا رکھتی ہیں۔ آبرومندانہ انسانی زندگی کو

خواہ وہ کتنی مشکلات کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، بیگانوں کی غلامی کی پست زندگی پر ترجیح دیں چاہیے اس میں حیوانی خواہشات کی تکمیل ہو اور جان لیجئے کہ جب تک ترقی یافتہ صنعتوں کی ضروریات کے سلسلے میں دوسروں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائیں گے اور گداگری میں عمر گزاریں گے آپ میں تخلیقی اور ترقی کی صلاحیتیں نہیں اُبھریں گی۔

جنگ، اقتصادی بائیکاٹ اور غیر ملکی ماہرین کی ملک بدری خُدا کا ایک تحفہ تھا

طویل تجربہ سے آپ نے دیکھ لیا کہ اس مختصر عرصہ میں اقتصادی بائیکاٹ کے بعد وہی لوگ جو کسی بھی چیز کی تخلیق سے قاصر نظر آتے تھے اور فیکٹریوں کو چلانے سے عاجز تھے، انھوں نے اپنی فکر پر زور دیا اور فوج اور کارخانوں کی بہت سی ضرورتیں خود پوری کیں۔

یہ جنگ، اقتصادی بائیکاٹ اور غیر ملکی ماہرین کی ملک بدری خدا کا ایک تحفہ تھا جس کا ہمیں پتہ نہیں تھا۔

آج اگر حکومت اور فوج جہانخوار (طاقتوں) کے ساز و سامان کا بذات خود بائیکاٹ کریں اور سعی اور کوشش کے ذریعہ تخلیق کی راہ کو فروغ دیں تو امید ہے ملک خود کفیل ہو جائے گا اور دشمنوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے نجات مل جائے گی۔

نیز یہاں اس بات کا اضافہ کرنا چاہیئے کہ اس تمام مصنوعی پسماندگی کے باوجود غیر ملکی بڑی صنعتوں کی ضرورت ہمارے لئے ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اور اس بات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ترقی یافتہ علوم میں ہم دو محوروں میں سے ایک کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔

حکومت اور فوج کو سعی کرنی چاہیئے کہ متعہد طلبہ کو ایسے ممالک میں بھیجیں جہاں ترقی یافتہ صنعتیں ہیں لیکن وہ استعماری یا استحصالی ممالک نہیں ہیں اور امریکہ یا روس یا اُن ممالک میں بھیجنے سے گریز کریں جو ان دو محوروں میں سے ایک کی راہ پر گامزن ہیں، مگر یہ کہ انشاء اللہ ایک ایسا دن آجائے کہ یہ دونوں طاقتیں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے انسانیت اور انسان دوستی کی راہ اپنالیں اور دوسروں کے حقوق کا احترام کریں یا انشاء اللہ دنیا کے (مستضعفین)، بیدار قومیں اور فرض شناس مسلمان ان کو

اپنی جگہ پر بٹھادیں۔ اس دن کی دعاؤں کے ساتھ۔

ذرائع ابلاغ اسلام اور ملکی مفادات کا پرچار کریں

(م) ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، سینما گھر اور تھیئیٹر قوموں بالخصوص جوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کے مؤثر ذرائع ہوتے تھے۔ گذشتہ ایک صدی کے دوران خصوصًا اس کے دوسرے نصف میں ان ذرائع ابلاغ کو اسلام مخالف پروپیگنڈوں، خدمت گزار علماء کی مخالفت اور مغربی و مشرقی سامراج کے پروپیگنڈوں کے لئے استعمال کیا گیا اور ان سے ہر قسم کے سامان بالخصوص آرائش و زیبائش کے لئے مارکیٹ بنانے، عمارتوں اور ان کی آرائش و زیبائش میں تقلید، غذائی اجناس، لباس وغیرہ جیسی چیزوں میں تقلید کا کام لیا گیا۔ اس طرح کردار و گفتار، لباس وغیرہ تمام زندگی کے معاملات میں، انگریزی طرز اپنانا بالخصوص عیاش یا نیم عیاش خواتین میں ایک بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ اُٹھنے بیٹھنے اور گفتگو کے انداز اور گفتار و تحریر میں مغربی الفاظ کا استعمال اس حد تک رائج تھا۔ جس کا سمجھنا عوام کے لئے ناممکن اور اپنے برابر کے طبقات کے لئے بھی مشکل نظر آتا تھا۔ ٹی وی فلمیں مغرب یا مشرق کا چربہ ہوتی تھیں جو نوجوان عورتوں اور مردوں کو زندگی، کام کاج، صنعت و پیداوار اور (علم) و دانش کے معمول کے راستے سے منحرف کرکے اپنے آپ اور اپنی شخصیت سے غافل یا اپنی اور اپنے ملک کی ہر چیز حتی کہ ثقافت و ادب اور قیمتی ورثہ سے جن میں سے بہت سی چیزیں غداروں کے ایجنٹوں کے ذریعے مشرقی یا مغربی لائبریریوں اور عجائب گھروں میں منتقل ہو گئی ہیں۔ متنفر اور بدگمان کردیا۔

جرائد فحش، افسوسناک مضامین اور تصاویر کے ساتھ اور اخبارات اپنی ثقافت اور اسلام کے خلاف مضامین کی دوڑ لگاتے ہوئے فخر کے ساتھ عوام بالخصوص جوانوں کے مؤثر طبقہ کو مغرب یا مشرق کی طرف بلاتے تھے۔

برائی کے اڈے، عشرت کدے، جوئے اور لاٹری کے اڈے، سامان زیبائش آرائش اشیاء اور کھلونوں کی دکانیں اور شراب خانے بالخصوص مغرب سے درآمد ہونے والی چیزیں اس کے علاوہ ہیں۔

تیل، گیس اور دوسری معدنیات کی برآمد کے عوض گڑیاں، کھلونے، آرائشی گفٹ پیپر درآمد کئے جاتے تھے اور اسی طرح کی سینکڑوں چیزیں جن سے میری طرح کے لوگ بے خبر ہیں اور اگر خدا نخواستہ ان غیرت مند جوانوں، اسلام اور وطن کے ان فرزندوں کو جن سے ملت کی امیدیں وابستہ ہیں۔ مختلف شیطانی منصوبوں اور سازشوں کے ذریعہ فاسد حکومت، ذرائع ابلاغ اور مشرق پسند یا مغرب پسند روشن خیالوں کے ہاتھوں قوم سے بیگانہ اور دامن اسلام سے دور ہونے میں دیر نہ لگتی یا اپنی جوانی برائی کے اڈوں میں تباہ کر ڈالتے یا جہان خوار طاقتوں کے ہاتھوں پڑ کر ملک کو بربادی کی طرف کھینچ لیتے۔ خداوند متعال نے ہم پر اور ان پر کرم کیا اور سب کو مفسدوں اور لٹیروں کے شر سے محفوظ کر دیا۔

اب آج کے دور اور آنے والے ادوار کی پارلیمنٹ۔ صدر جمہوریہ اور بعد کے صدور اور رہبر یا ملکی نگران کونسل۔ عدالتی کونسل اور حکومت کو میری وصیت یہ ہے کہ خبر رساں اداروں، اخبارات و جرائد کو اسلام اور ملکی مفادات سے منحرف نہ ہونے دیں اور سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ آزادی مغربی مفہوم کے ساتھ جو جوانوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی تباہی کا باعث بنتی ہے اسلام اور عقل کی رُو سے قابل مذمت ہے۔ اسلام، اجتماعی پاکیزگی اور ملکی مفادات کے خلاف پروپیگنڈے، مضامین، تقریریں، کتابیں اور جرائد حرام ہیں اور ہم سب پر اور تمام مسلمانوں پر اس کا انسداد فرض ہے اور خرابی پیدا کرنے والی آزادیوں کو روکنا چاہیئے، اگر ہر اس چیز کا سنجیدگی سے سدباب نہ کیا جائے جو شرعی نقطۂ نگاہ سے حرام، قوم اور مملکت اسلامی کے مفادات کے خلاف اور اسلامی جمہوریہ کی حیثیت کے منافی ہے تو سب ذمہ دار ہوں گے اور اگر عوام یا حزب اللّٰہی جوان مذکورہ امور میں سے کسی ایک کو دیکھ لیں تو متعلقہ اداروں کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں اگر وہ سستی کریں تو خود اس کو روکنے کے ذمہ دار ہیں۔ خدا سب کا مددگار ہو۔

ایک جان نثار قوم کا راستہ قتل، دھماکوں، بموں اور بے تکی اوٹ پٹانگ جھوٹی باتوں سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

(ن) گروہوں۔ چھوٹی جماعتوں اور ایسے افراد کے لئے جو قوم، اسلامی جمہوریہ اور اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں میری وصیت اور نصیحت (پہلے ملک کے اندر اور باہر ان کے سربراہوں کے لئے) یہ ہے کہ آپ ایک طویل تجربہ سے گذرے ہیں، ہر قسم کے حربے جو آزمایا گیا ہے، ہر قسم کی سازش نے جو کی گئی ہے ہر ملک یا مقام نے جس سے آپ متوسل ہوتے ہیں آپ کو جو اپنے آپ کو عاقل اور دانا سمجھتے ہیں یہ سکھایا ہوگا کہ ایک جان نثار قوم کا راستہ قتل، دھماکوں، بموں اور بے تکی اوٹ پٹانگ جھوٹی باتوں سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اور کبھی بھی کسی حکومت یا اقتدار کا تختہ ان غیر انسانی اور نامعقول طریقوں سے اُلٹا نہیں جا سکتا، خصوصاً ایرانی قوم کی طرح کی ایک قوم کا جس کے چھوٹے بچوں سے لے کر بڑے بوڑھوں تک اپنے نصب العین، اسلامی جمہوریہ، قرآن اور مذہب کی راہ میں جان نثاری کرتے اور قربانی دیتے ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے۔ (اگر معلوم نہیں تو آپ کی سوچ بہت سیدھی سادی ہے) کہ قوم آپ کے ساتھ نہیں، فوج آپ کی مخالف ہے اور اگر بر فرض محال آپ کے ساتھ ہوتیں اور آپ کی دوست تھیں، آپ کی ناشائستہ حرکتیں اور آپ کی شریر کئے جانے والے جرم نے ان کو آپ سے الگ کر دیا اور دشمن بنانے کے علاوہ کوئی کام آپ نہ کر سکے۔ میں عمر کے اس آخری دور میں آپ کو خیر خواہانہ نصیحت کرتا ہوں کہ پہلے تو اس طاغوت کی ستائی ہوئی، اذیت دیدہ قوم کے ساتھ لڑ رہے ہیں جس نے اپنے بہترین جوانوں اور فرزندوں کو قربان کر کے دو ہزار پانچ سو سال کے ظلم پر مبنی شاہی نظام کے بعد اپنے آپ کو پہلوی حکومت اور مشرق و مغرب کے جہانخواروں کے ظلم سے نجات دلائی ہے، انسان کتنا ہی گندا کیوں نہ ہو اس کا ضمیر کیسے راضی ہوگا کہ ایک مقام تک پہنچنے کی امید پر اپنے ملک اور قوم کے ساتھ اس طرح کا رویہ روا رکھے اور ان کے چھوٹے بڑوں پر رحم نہ کرے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان بے فائدہ اور غیر عاقلانہ سرگرمیوں سے باز آ جائیں اور جہانخواروں کے دھوکہ میں نہ آئیں اور جہاں بھی

ہوں اگر کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اپنے ملک اور اسلام کی آغوش میں واپس آ جائیں اور توبہ کریں اس لئے کہ خداوند ارحم الراحمین ہے اور اسلامی جمہوریہ اور قوم انشاء اللہ آپ کو معاف کر دے گی اور اگر کوئی جرم کیا ہے تو حکم خدا کے مطابق آپکا انجام طے ہے پھر بھی راستہ کے بیچ میں سے واپس آئیں اور توبہ کر لیں اور اگر جرأت ہو تو سزا کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے اس عمل سے اپنے آپ کو اللہ کے دردناک عذاب سے نجات دلا دیں۔ ورنہ جہاں پر بھی ہوں اس سے زیادہ اپنی عمر بے کار نہ گذرنے دیں، کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں، اسی میں بہتری ہے۔

اس کے بعد ان کے اندرون و بیرون ملک چاہنے والوں کو وصیت کرتا ہوں کہ کیوں اپنی جوانی ان لوگوں کے لئے لٹا رہے ہیں جو آج ثابت ہو گیا ہے کہ جہانخوار طاقتوں کے لئے کام کر رہے ہیں، ان کے عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں اور نادانی میں ان کے جال میں پھنس گئے ہیں؟ اور اپنی قوم کے ساتھ کس کے لئے بے وفائی کر رہے ہیں، آپ ان کے ہاتھوں دھوکہ کھائے ہوئے لوگ ہیں اور اگر ایران میں ہیں تو صاف دیکھ رہے ہیں کہ کروڑوں عوامی طاقتیں اسلامی جمہوریہ کے وفادار اور اس پر جان نثاری کر رہے ہیں اور علانیہ دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت اور نظام دل و جان سے عوام اور غریبوں کی خدمت کر رہے ہیں اور وہ لوگ جو عوامی ہونے اور عوام (خلق) کے مجاہد اور فدائی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں، مخلوقِ خدا کے ساتھ دشمنی پر اُتر آئے ہیں اور آپ سادہ لوح نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ اپنے اور جہانخوار طاقتوں کے دو محوروں کے عزائم کی تکمیل کی خاطر کھیل رہے ہیں۔ اور خود یا تو بیرون ملک دو مجرم محوروں میں سے ایک کی آغوش میں بیٹھ کر خوشحال زندگی گذارنے میں مشغول ہیں یا تو ملک کے اندر پُرشکوہ بڑے بڑے محلوں میں بدبخت مجرموں کے گھروں کی طرح امیرانہ زندگی گذارتے ہوئے اپنے جرم جاری رکھے ہوئے ہیں اور آپ جوانوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔ ملک کے اندر اور باہر موجود آپ نوجوانوں کو میری پدرانہ نصیحت ہے کہ غلط راہ چھوڑ دیں اور معاشرہ کے محروموں کے ساتھ جو دل و جان سے اسلامی جمہوریہ کی خدمت کر رہے ہیں متحد ہو جائیں اور ایک آزاد، خود مختار ایران (کی تعمیر) کے لئے سرگرم ہو جائیں تاکہ ملک و

قوم دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ سکے۔ اور سب مل کر آبرومندانہ زندگی گذاریں۔ کب تک اور کس لئے ایسے لوگوں کے حکم کے تابع ہیں جو اپنے ذاتی مفاد کے علاوہ کچھ نہیں سوچتے اور سپر طاقتوں کی آڑ میں بیٹھ کر اپنی قوم کے ساتھ نبرد آزما ہیں اور آپ کو اپنے مذموم مقاصد اور ہوس اقتدار کی خاطر قربان کر رہے ہیں؟ آپ نے انقلاب کی کامیابی کے ان برسوں میں دیکھا کہ ان کے دعوے ان کے رویہ اور عمل سے مختلف ہیں اور یہ دعوے صرف سادہ دل نوجوانوں کو بہکانے کیلئے کیے جاتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ قوم کے طوفانی سیلاب کے سامنے آپ کی کوئی طاقت نہیں ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا نتیجہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے اور اپنی عمر کو برباد کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ میں نے اپنا فرض جو ہدایت ہے، ادا کر دیا ہے اور اُمید ہے اس نصیحت کو جو میری موت کے بعد آپ تک پہنچے گی اور اس میں اقتدار پرستی کا شائبہ نہیں ہے، سن لیں گے اور اپنے آپ کو اللہ کے دردناک عذاب سے نجات دلائیں گے۔ خداوند منّان آپ کو ہدایت دے اور آپ کو سیدھا راستہ دکھائے۔

بائیں بازو کی جماعتیں بیگانوں کے ہاتھ میں نہ کھیلیں اور ملک کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو جائیں۔

کیمونسٹوں اور فدائی خلق چھاپہ ماروں کی طرح کے بائیں بازو والوں اور بائیں بازو کی طرف رجحان رکھنے والے تمام گروہوں کو میری وصیت ہے کہ آپ نے مکاتبِ فکر اور اسلام کے مکتب کا ان لوگوں کے ذریعہ جنھیں ادیان بالخصوص اسلام کی صحیح شناخت ہے، مطالعہ کئے بغیر کیوں ایسے مکتبِ فکر کی پیروی پسند کرلی جسے آج کل دُنیا میں شکست ہوئی ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ کچھ ازموں سے (جن کی حقیقت اہل تحقیق کے نزدیک کھوکھلی ہے۔) اپنا دل بہلا رہے ہیں اور آپ کے لیے کون سی محرک ہے جس کی رُو سے آپ اپنے ملک کو روس یا چین کی جھولی میں ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم کے ساتھ تودہ پسندی کے نام سے لڑ رہے ہیں یا اپنے ملک اور مظلوم عوام کے خلاف بیگانوں

کے مفاد میں سازشیں کررہے ہیں ؟

آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کمیونزم کی پیدائش کے زمانے سے ہی اس کے دعویدار دُنیا کی سب سے زیادہ آمر، اقتدار پرست اور انحصار پرست حکومتیں تھیں اور بہن کتنی قومیں عوامی طاقتوں کے حامی ہونے کے دعوے دار روس کے ہاتھ پاؤں تلے کچل کر صفحۂ ہستی سے ہٹ گئیں۔ روسی قوم مسلمان اور غیر مسلمان آج تک کمیونسٹ پارٹی کی آمریت کے دباؤ میں ہاتھ پیر مار رہی ہے اور ہر قسم کی آزادی سے محروم اور دُنیا کے آمروں کے تشنج سے زیادہ تشنج کی حالت میں رہ رہی ہیں۔ اسٹالین کا (جو پارٹی کے نام نہاد درخشاں چہروں میں سے ایک تھا) آنا جانا، اس کی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ کو ہم نے دیکھ لیا۔ آج جب آپ دھوکہ کھانے والے لوگ اس نظام کی محبت میں جان قربان کررہے ہیں۔ روس اور اس کے دوسرے حلیفوں کے ہاتھوں مثلاً افغانستان میں عوام ان کے ظلم سے ہلاک ہورہے ہیں۔

اس صورت میں آپ لوگ جو عوام کے حامی ہونے کے دعوے دار ہیں ان، مظلوم عوام پر جہاں آپ کا ہاتھ پہنچ سکتا تھا کس طرح کے جُرم روا رکھے اور آمل کے شریف باشندوں کو جنھیں آپ اپنا کٹر حامی تصوّر کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دے کر عوام اور حکومت سے لڑنے کے لیے بھیجا، ہلاک کرڈالا، کون سا جُرم ہے ؟ جو آپ نے نہیں کیا اور آپ غریب عوام کے حامی چاہتے ہیں کہ ایران کی محروم و مظلوم قوم کو روسی آمریت کے سپُرد کردیں اور اسی طرح کی غدّاری فدائی خلق اور فدائین کے حامی کے روپ میں جاری رکھی ہوئی ہے، البتہ تودہ پارٹی اور اس کے دوست، ساز باز اور اسلامی جمہوریہ کے حامی ہونے کا لیبل لگاکر اور دوسرے گروہ، اسلحہ، قتل اور دھماکوں کے ذریعہ۔

میں آپ پارٹیوں اور جماعتوں کو وصیت کرتا ہوں کہ چاہے وہ جو دائیں بازو والوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اگرچہ شواہد اور قرآئن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امریکی کمیونسٹ ہیں اور چاہے وہ (پارٹیاں) جو مغرب سے شہ پاتی ہیں اور ان کی پیروی کرتی ہیں اور چاہے وہ جنھوں نے کُردوں اور بلوچیوں کی خود مختاری اور طرف داری کے نام پر ہتھیار کے ذریعہ کردستان اور دوسرے خطوں کے محروم عوام کو زندگی سے محروم کردیا ہے اور صوبوں میں جمہوری حکومت کی ثقافتی،

صحت، اقتصادی اور تعمیرِ نو کی خدمات میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں مثلاً حزب دموکرات (ڈیمو۔ کریٹک پارٹی اور کومِلہ (پارٹی)) قوم سے آملیں اور اب تک تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ ان علاقوں کے عوام کو بے بس کرنے کے علاوہ کوئی کام نہ کرسکے اور نہ کرسکتے ہیں۔ لہٰذا آپ، آپ کی قوم اور آپکے علاقوں کا مفاد اسی میں ہے کہ حکومت کی کوششوں میں شریک ہو جائیں، بغاوت، بیگانوں کی خدمت اور وطن کے ساتھ غدّاری سے باز آجائیں اور مُلک کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہوجائیں اور یقین کرلیں کہ ان کے لیے اسلام مُجرم مغربی طاقت اور آمر مشرقی محور سے زیادہ اچھا اور عوام کی انسانی امنگوں پر بہتر طریقے سے پورا اُترتا ہے۔

اور مُسلمان جماعتوں کے لیے جو غلطی سے کبھی مغرب کی طرف اور کبھی مشرق کی طرف جُھکاؤ کا اظہار کرتی ہیں اور کبھی منافقین (خلق) کی (جن کی غدّاری کا اب پتا چلا ہے۔ طرفداری کرتے تھے اور اسلام کے بدخواہ دشمنوں پر کبھی خطا اور غلطی سے لعنت بھیجتے تھے اور ان کو مطعون کرتے تھے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی غلطی پر سخت موقف اختیار نہ کریں اور اسلامی جُرأت کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں اور حکومت، پارلیمنٹ اور مظلوم قوم کے ساتھ رضائے الٰہی کی خاطر یک آواز ہمسفر ہوجائیں۔ اور تاریخ کے ان مستضعفوں کو متکبروں کے ہاتھ سے نجات دلادیں اور مرحوم مدرّس اس متعہد، پاکیزہ سیرت، پاکیزہ فکر عالم دین کا قول ذہن نشین کرلیں جو انھوں نے اس زمانے کی بے جان مجلس (پارلیمنٹ) میں کہا تھا:

"اب جب کہ ہمیں برباد ہونا ہے تو ہم اپنے ہی ہاتھوں کیوں ہوں"۔ میں بھی آج اس شہید راہِ حق کی یاد میں آپ برادرانِ ایمانی سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ہم امریکہ اور روس کے مجرم ہاتھوں سے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں اور باوقار سُرخ لہو" میں ڈوبے ہوئے "اپنے رب کے حضور پیش ہوجائیں اس بات سے بہتر ہے کہ ہم مشرق کے سُرخ اور مغرب کے سیاہ جھنڈے تلے خوشحال امیرانہ زندگی گذاریں اور یہ انبیائے عظامؑ، آئمۂ مسلمین اور بزرگانِ دینِ مُبین کا شیوہ اور مشن ہے جس کی ہمیں پیروی کرنی چاہیئے اور اپنے آپ کو مطمئن کرلینا چاہیئے کہ اگر ایک قوم کسی بھی وابستگی کے بغیر رہنا چاہے تو رہ سکتی ہے اور دُنیا کے طاقت ور ترین لوگ، کسی قوم پر اس کے ارادے کے بغیر کوئی چیز ٹھونس نہیں سکتے۔ افغانستان سے درس عبرت لینا چاہیئے باوجودیکہ

غاصب حکومت اور بائیں بازو کی پارٹیاں روس کے ساتھ تھیں اور ہیں لیکن اب تک عوامی طاقتوں کو نہیں کچلا جا سکا۔

اس کے علاوہ آج دُنیا کی محروم قومیں بیدار ہو چکی ہیں اور جلد یہ بیداریاں جدّو جہد تحریک اور انقلاب میں بدل جائیں گی اور اپنے آپ کو متکبر ظالموں کے چُنگل سے آزاد کرلیں گی اور آپ اسلامی اقدار کے پابند مُسلمان اس بات کے شاہد ہیں کہ مغرب و مشرق سے کٹ کر رہنے "کا عمل" اپنی برکتیں دکھا رہا ہے اور مقامی مفکّر دماغ کام کرنے لگے ہیں اور خود کفالت کی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور جو چیزیں مشرقی و مغربی غدّار ماہرین ہماری قوم کے لیے ناممکنات میں جلوہ گر کر رہے تھے آج وسیع پیمانہ پر ملّت کی فکر و عمل سے انجام پا چکی ہیں اور انشاء اللہ طویل وورانیہ میں انجام پائے گی اور صد افسوس کہ یہ انقلاب دیر سے برپا ہوا اور کم سے کم محمد رضا کی پلید جابرانہ بادشاہت کے ابتدائی دور میں نہیں آیا اور اگر آ جاتا تو لُٹا پٹا ایران اس ایران سے مختلف ہوتا۔

دانشوروں اور فن کاروں کو قوم کا دست و بازو بننا چاہیئے

ادیبوں، شاعروں، مقرّروں، دانشوروں، معترضین اور ان لوگوں کے لیے جو ابھی تک ذہنی الجھاؤ میں مُبتلا ہیں، میری وصیت یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ کی پالیسیوں کے خلاف اور پارلیمنٹ، حکومت اور تمام خدمت گاروں کے خلاف بدگمانی، بدخواہی اور بدگوئی میں اپنا سارا زور صرف کر کے وقت ضائع کرنے اور اس فعل سے اپنے ملک کو بڑی طاقتوں کی طرف ہانکنے کی بجائے کسی رات کو تنہائی میں اپنے خدا کے حضور میں حاضر ہوں، اگر خدا پر اعتقاد نہیں رکھتے تو اپنے ضمیر کی عدالت میں حاضر ہو جائیں اور اپنے باطنی جذبات کا، جن سے اکثر انسان خود بے خبر ہوتے ہیں، جائزہ لیں۔ دیکھیں کہ کس معیار اور کس انصاف کی رو سے آپ جنگی محاذوں اور شہروں میں شہید ہونے والے نوجوانوں کے خون سے چشم پوشی کرتے ہیں اور ایک ایسی قوم کو اعصابی جنگ میں کیوں مبتلا کر رہے ہیں جو اندرونی و بیرونی ظالموں اور لٹیروں کے پنجے سے نکلنا چاہتی ہے اور جس کے افراد نے اپنی اور اپنے فرزندوں کی جانیں قربان کر کے آزادی حاصل

کی ہے اور اب مزید قربانیاں دے کر اس کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کیوں ایسی قوم کے خلاف اختلاف انگیزی اور خائنانہ سازشیں کر رہے ہیں اور کیوں مستکبروں اور ظالموں کے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں؟ کیا بہتر نہیں ہے کہ آپ اپنی فکر، قلم اور قوتِ بیان سے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے پارلیمنٹ، حکومت اور قوم کی راہنمائی کریں! کیا آپ کے شایان شان نہیں ہے کہ اس مظلوم اور محروم قوم کی مدد کریں اور اپنے تعاون سے اسلامی حکومت کو مزید مستحکم بنائیں؛ کیا آپ کے خیال میں یہ پارلیمنٹ، صدر مملکت، حکومت اور عدلیہ سابقہ حکومت سے بد تر ہیں؛ کیا آپ کو وہ مظالم بھُول گئے ہیں جو گذشتہ لعنتی حکومت نے اس مظلوم اور بے سہارا قوم پر ڈھائے ہیں؟ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ یہ اسلامی ملک اُس زمانے میں امریکہ کا ایک فوجی اڈہ بن چکا تھا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا تھا جو کسی کالونی سے کیا جاتا ہے! پارلیمنٹ، حکومت اور افواج تک ان کے قبضے میں تھیں، ان کے مشیر، صنعتکار اور ماہرین اس قوم اور اس کے ذخائر کے ساتھ کیا سلوک کیا کرتے تھے؛ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ ملک بھر میں فحاشی پھیلا دی گئی تھی اور عشرت کدے، جوا خانے، شراب خانے، شراب فروشی کی دوکانیں اور سینما گھر بنائے گئے جو نوجوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کا بہت بڑا سبب ہیں، کیا آپ سابقہ حکومت کے ذرائع ابلاغ اور ان کے سراپا فساد انگیز اخبارات و رسائل کو بھُول گئے ہیں؛ اور اب جبکہ شر و فساد کی اس گرم بازاری کا نام و نشان بھی باقی نہیں، آپ چلّا رہے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے ہیں جو کھلم کھلا اسلام کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور اس کے خلاف مسلح یا زبان و قلم سے جد و جہد کر رہے ہیں، جو مسلح جد و جہد سے بھی زیادہ خطرناک ہے، محض اس لیے کہ منحرف گروہوں کے کچھ نوجوان اسلام اور اسلامی جمہوریہ کو بدنام کرنے کے لیے بدعنوانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے مخالفین جو زمین پر فساد پھیلانے والے ہیں، ان کے قتل پر بھی آپ کو اعتراض ہے۔ خدا نے جن لوگوں کا خون بہانا جائز قرار دے دیا ہے آپ انہیں نورِ نظر کہتے ہیں اور جن چالبازوں نے ۱۴ اسفند[1] (۵ مارچ) کا سانحہ برپا کیا اور بے گناہ نوجوانوں کو بُرا بھلا

[1] معزول صدر بنی صدر کا ایک تخریبی خطاب

ہیں اور مارا پیٹا، آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ حکومت اور عدالت کا معاندین منحرفین اور ملحدین کو کیفر کردار تک پہنچانا ایک اسلامی اور اخلاقی عمل ہے اور اس عمل پر آپ فریاد کر رہے ہیں اور مظلومیت کا رونا رو رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں میں سے بعض کے ماضی سے کسی حد تک واقف ہوں اور مجھے ان سے دلچسپی ہے۔ میں آپ بھائیوں کے لیے بہت متأسف ہوں مجھے ان لوگوں پر کوئی افسوس نہیں ہے جو خیر خواہی کے لباس میں بدخواہ، گڈریے کے لباس میں بھیڑیے اور ایسے بازی گر تھے جنہوں نے ہر چیز کر مسخرہ بازی سمجھ رکھا تھا جو ملک و قوم کی تباہی و بربادی اور دو بڑی طاقتوں میں سے کسی ایک کی خدمتگاری کے لیے کوشاں تھے جنہوں نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے قیمتی نوجوانوں اور مردوں اور معاشرے کے مُربّی علماء کو شہید کیا، مسلمانوں کے مظلوم بچوں پر ترس نہ کھایا، اپنے آپ کو اپنے معاشرے کے سامنے رسوا اور خدا کے حضور ذلیل و خوار کیا، ان کی واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ ان پر نفس امارہ کے شیطان کی حکومت ہے لیکن آپ برادرانِ اسلام حکومت اور پارلیمنٹ کی مدد کیوں نہیں کرتے جن کی کوشش یہ ہے کہ محرومین، مظلومین اور اپنے بے سر و سامان اور زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم بھائیوں کی مدد کریں ایسی حکومت اور ایسی پارلیمنٹ سے آپ کو شکایت کیوں ہے؟ کیا آپ نے حکومت اور دیگر جمہوری اداروں کی خدمات کا جو انہوں نے اپنے تمام مسائل اور بے سر و سامانی جو ہر انقلاب کے بعد ہوتی ہے اور زبردستی مسلط کی جانے والی جنگ اور اس کے تمام نقصانات، لاکھوں اندرونی اور بیرونی بے گھر افراد اور اس کم مدت میں بے پناہ تخریب کاریوں کے باوجود انجام دی ہیں، سابقہ حکومت کے اقتصادی کاموں کے ساتھ موازنہ کیا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ اس دور کے اقتصادی کام صرف شہروں تک محدود تھے اور وہ بھی امراء کے رہائشی علاقوں کی حد تک اور غریبوں اور محروم لوگوں کو ان کا نہایت معمولی حصّہ ملتا یا وہ اس سے بھی محروم رہتے تھے جبکہ موجودہ حکومت اور اس کے جمہوری ادارے دل و جان سے اس محروم طبقے کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں آپ مومنین کو بھی حکومت کا معاون بننا چاہیے تاکہ منصوبے جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ آپ کو خدا کے حضور میں تو ہر حال میں جانا ہی ہے تو کیوں نہ جب آپ اس کے دربار میں حاضر ہوں تو اس کی مخلوق کی خدمت کا اعزاز لے کر حاضر ہوں۔ ایسا

سے میں نے کچھ عبارت خود کاٹ دی ہے)

اسلام ظالمانہ سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت کا حامی نہیں ہے

س۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اسلام ظالمانہ، بے حساب اور ظلم و ستم کے شکار عوام کو محروم کر دینے والی سرمایہ داری کا حامی نہیں ہے بلکہ کتاب و سنت میں بڑی سختی سے ایسی سرمایہ داری کی مذمت کی گئی ہے اور اسے سماجی عدل و انصاف کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ اسلامی طرزِ حکومت اور اسلام میں موجودہ سیاسی مسائل سے ناواقف بعض کج فہم لوگوں نے اپنی تحریر و تقریر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں کہ اسلام سرمایہ داری اور حقِ ملکیت کا سب سے بڑا طرفدار ہے اسلام کے بارے میں ان کے اس غلط اندازِ فکر نے اسلام کے نورانی چہرے کو چھپا لیا ہے اور مطلب پرستوں اور اسلام کے دشمنوں کے لیے راستہ کھول دیا ہے کہ وہ اسلام پر ٹوٹ پڑیں اور اسلامی حکومت کو مغربی سرمایہ داری مثلاً امریکہ، برطانیہ اور دوسرے مکاروں کی سرمایہ دارانہ حکومتوں کی طرح سمجھنے لگیں۔ یہ لوگ جان بوجھ کر اپنے مفاد کے لیے یا احمقانہ طور پر حقیقی اسلام شناسوں سے رجوع کیے بغیر ان بے وقوفوں کے قول و فعل پر بھروسہ کرتے ہوئے اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے ہیں۔

اسلامی حکومت کیمونزم، مارکسزم اور لینن ازم کی حکومتوں کی طرح بھی نہیں ہے کہ انفرادی ملکیت کی مخالف اور ایسے اشتراک کی قائل ہو جس میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ قدیم زمانوں سے لے کر اب تک عورت اور ہم جنس بازی تک میں اشتراک رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک طرح کی ڈکٹیٹر شپ اور شدید استبداد کا تسلّط قائم رہا ہے۔

اسلام ایک معتدل طرزِ حکومت ہے۔ اس میں انفرادی ملکیت اور اس کے احترام کا تصور موجود ہے لیکن ملکیت کے بننے اور اس کے خرچ کرنے کے لیے باقاعدہ کچھ حدود مقرر ہیں کہ اگر ان پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو معاشیات کے پہیے صحیح و سالم انداز میں چل پڑیں گے اور سماجی عدل و انصاف جو کسی بھی صحیح حکومت کے لیے لازم ہے، قائم ہو جائیگا۔

یہاں اسلام اور اس کی بہترین اقتصادیات سے ناواقفیت اور غلط فہمی کی بنا پر ایک گروہ دوسرے گروہ کے مقابلے میں بعض آیات یا نہج البلاغہ کے بعض کلمات سے استدلال کرتے ہوئے اسلام کو مارکسزم جیسے انحرافی مکاتبِ فکر کے ہمنوا کے طور پر متعارف کروا رہا ہے۔ ان لوگوں نے تمام آیات یا نہج البلاغہ کے تمام جملوں پر توجہ دیے بغیر اپنے ناقص فہم کے مطابق کچھ اخذ کیا ہے اور اٹھ کر اشتراکیت کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ یہ لوگ ایسے کفر، ڈکٹیٹرشپ اور شدید تشنج کی حمایت کر رہے ہیں جو انسانی اقدار کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا اور جس کے تحت ایک اقلیتی گروپ انسانوں سے جانوروں کا سا سلوک روا رکھتا ہے۔

پارلیمنٹ، نگران کونسل، حکومت، صدر مملکت اور عدالتی کونسل کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ خدائے متعال کے احکام کے مقابلے میں عاجزی کریں اور ظالم چالباز سرمایہ دار سپر پاور اور ملحد، اشتراکی اور کمیونسٹ سپر پاور کے بے بنیاد پروپیگنڈے کا اثر نہ لیں، حق ملکیت اور حدودِ اسلامی کے مطابق جائز اور شرعی سرمایہ داری کا احترام کریں اور قوم کو اطمینان دلائیں تاکہ سرمایہ اور دوسری تعمیری سرگرمیاں کام کرنے لگیں، ملک خودکفیل ہو جائے اور چھوٹی بڑی مصنوعات خود بنانے لگے۔

میں ایسے سرمایہ داروں کو وصیت کرتا ہوں جن کا مال و دولت شرعی حدود میں ہے۔ کہ اپنے عادلانہ سرمائے کو گردش میں لائیں اور کھیتوں، کھلیانوں، دیہاتوں اور کارخانوں میں تعمیری سرگرمیاں شروع کر دیں کہ یہ خود ایک گرانقدر عبادت ہے۔

میں محروم طبقوں کی فلاح و بہبود کے لیے سب کو کوشاں رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ معاشرے کے ان محروموں کی خبرگیری میں ہی آپ لوگوں کے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے جو ستم شاہی، خانی اور سرداری کی طویل تاریخ میں رنج و مصیبت میں مبتلا رہے ہیں اور کیا ہی اچھا ہو کہ متمول طبقے کے افراد رضاکارانہ طور پر جھگیوں اور جھونپڑیوں میں بسنے والوں کے لیے رہائش اور ان کی رفاہ کا بندوبست کریں اور مطمئن رہیں کہ ان کی دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کیونکہ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ کوئی تو بے خانماں ہو اور کسی کے پاس کئی بنگلے ہوں۔

غلط فہمیوں کے شکار علماء منافقین کے آلۂ کار نہ بنیں

ع: علماء اور نام نہاد علماء کا وہ گروہ جو مختلف اسباب و عوامل کی بنا پر اسلامی جمہوریہ اور اس کے دوسرے اداروں کی مخالفت کرتا ہے اور اپنا وقت اس حکومت کے خاتمے کے لیے صرف کر رہا ہے، سازشی اور بازی گر سیاسی مخالفین کی مدد کرتا ہے اور کبھی جیسا کہ بتایا گیا ہے خدا سے غافل سرمایہ داروں کی طرف سے اس مقصد کے لیے حاصل ہونے والے سرمائے سے ان کی لمبی چوڑی مدد کرتا ہے، اس گروہ کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ اب تک آپ کی یہ غلط کاریاں کوئی معرکہ سر نہیں کر سکیں اور بعد میں بھی مجھے آپ کی کامیابی کی امید نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ اگر آپ نے دنیا کے لیے یہ کام شروع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو اپنے غلط مقصد میں کامیاب نہیں کرے گا۔ جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے، بارگاہِ خداوندی سے معافی مانگ لیجیے محروم اور مظلوم قوم کے ہمنوا بن جائیے اور قوم کی قربانیوں سے حاصل ہونے والے اسلامی جمہوریہ ایران کی حمایت کیجیے کیونکہ دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔ اگرچہ میرا خیال ہے کہ آپ کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی۔

اور وہ لوگ جو بعض غلط فہمیوں یا بعض اشخاص یا گروہوں کی طرف سے ہونے والی بعض دانستہ یا نادانستہ غلطیوں کی وجہ سے، جو خلاف اسلام ہیں، اسلامی جمہوریہ کی بنیاد اور اس کی حکومت کی شدید مخالفت کر رہے ہیں اور رضائے الٰہی کے لیے اس کے سقوط کے سلسلے میں سرگرم عمل ہیں اور جن کے خیال کے مطابق یہ جمہوری حکومت سابقہ حکومت سے بدتر یا اس جیسی ہے، ایسے لوگوں کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ وہ تنہائیوں میں خلوص نیت کے ساتھ غور و فکر کریں اور از روئے انصاف موجودہ اور سابقہ حکومت کا موازنہ کریں اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رکھیں کہ دنیا کے انقلابات میں نقصانات، غلطیوں اور موقع پرستیوں سے اجتناب نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ توجہ فرمائیں اور اسلامی جمہوریہ کے مسائل کو پیش نظر رکھیں مثلاً سازشیں، جھوٹے پروپیگنڈے، اندرونی و بیرونی مسلح حملے، اسلام اور اسلامی حکومت سے قوم کو ناخوش کرنے کے ارادے سے تمام حکومتی اداروں میں مفسدین اور اسلام

کے مخالف گروہوں کا نفوذ جس سے بچنا بھی ممکن نہیں، ارباب اختیار میں سے اکثر یا زیادہ افراد کی ناتجربہ کاری، جن لوگوں کے غیر شرعی مفادات ختم ہوگئے ہیں یا کم ہوگئے ہیں ان کی چھوڑی ہوئی جھوٹی افواہیں، شرعی قاضیوں کی واضح کمی، حوصلہ شکن معاشی مسائل، لاکھوں عوام کے ارباب اختیار کی تطہیر اور ان کی تہذیب کے سلسلے میں درپیش عظیم مشکلات نیک تجربہ کار اور ماہر افراد کی کمی اور ایسے ہی بہت سے دوسرے مسائل جن سے آدمی اس وقت تک آگاہ نہیں ہوسکتا جب تک خود اس صورت حال میں مبتلا نہ ہو۔

دوسری طرف سے کچھ صاحبِ غرض جاہ طلب سرمایہ دار جنہوں نے سود خواری، منافع طلبی، کرنسی کی سمگلنگ، ظالمانہ گراں فروشی اور ذخیرہ اندوزی سے معاشرے کے غرباء اور محروم افراد کو ہلاکت کی حد تک دبا رکھا ہے اور معاشرے کو فساد کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں، شکایتیں کرنے اور فریب دینے کے لیے آپ حضرات کے پاس جاتے ہیں، کبھی آپ کو یقین دلانے کے لیے اپنے آپ کو سچا مسلمان ظاہر کرتے ہوئے "سہم" کے طور پر آپ کو رقم پیش کرتے ہیں، مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں اور آپ کو اشتعال دلا کر مخالفت پر اکساتے ہیں ان میں سے اکثر غیر شرعی طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کا خون چوس رہے ہیں اور ملکی معیشت کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں میں نہایت عاجزی سے برادرانہ طور پر آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان افواہوں سے متاثر نہ ہوں خدا کے لیے اور اسلام کے تحفظ کی خاطر اسلامی جمہوریہ کو مضبوط بنائیں اور جان لیں کہ اگر یہ اسلامی جمہوریہ شکست سے دوچار ہوگیا تو اس کی جگہ بقیہ اللہ روحی فداہ کی خاطر خواہ اسلامی سلطنت یا آپ حضرات کی فرمانبردار حکومت قائم نہیں ہوسکے گی بلکہ ایک ایسی حکومت برسر اقتدار آئے گی جو دو محوروں میں سے کسی ایک کی مرضی کی ہوگی اور دنیا بھر کے وہ محرومین جو اسلام کا رخ کر رہے ہیں اور اس کے شیدائی ہو رہے ہیں، مایوس ہو جائیں گے، اسلام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منظر سے ہٹ جائے گا اور آپ لوگ ایک نہ ایک دن اپنے کیے پر پچھتائیں گے لیکن وقت گذر چکا ہوگا اور پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ کو یہ توقع ہے کہ ایک ہی رات میں تمام کام اسلام اور احکام خداوندی کے مطابق ہو جائیں

گے تو آپ غلطی پر ہیں اور پوری تاریخ انسانی میں کبھی ایسا معجزہ رونما نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا۔

اور جس دن انشاء اللہ تعالیٰ مصلح کل کا ظہور ہوگا، اس دن بھی آپ یہ خیال نہ کیجیے کہ کوئی معجزہ ہوگا بلکہ وہ اپنی جدوجہد اور قربانیوں سے ظالموں کی سرکوبی کرکے انہیں مار بھگائیں گے اور اگر بعض منحرف بازاری لوگوں کی طرح آپ کا نظریہ بھی یہ ہے کہ اس بزرگوار کے ظہور کے لیے کفر اور ظلم کے فروغ کے لیے سعی کرنی چاہیے تاکہ پوری دنیا پر ظلم چھا جائے اور آپ کے ظہور کے لیے فضا سازگار ہو، تو پھر بس انا للہ وانا الیہ راجعون ہی کہا جاسکتا ہے۔

مستضعفین، وارثانِ زمین

ف۔ تمام مسلمانوں اور دنیا بھر کے مستضعفین کے لیے میری وصیت یہ ہے کہ آپ کو بیٹھ کر اس امر کا منتظر نہیں رہنا چاہیے کہ آپ کے ملک کے حکام اور صاحبان اختیار یا بیرونی طاقتیں آئیں گی اور آپ کے لیے استقلال و آزادی کا تحفہ لائیں گی ان آخری سو سالوں میں جبکہ جہانخوار بڑی طاقتوں نے بتدریج تمام اسلامی ممالک اور تمام چھوٹے ممالک میں پاؤں جما لیے ہیں، ہم نے اور آپ نے مشاہدہ کیا ہے یا صحیح تاریخوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ان ملکوں کی حکومتوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی قوم کی آزادی اور اس کی فلاح و بہبود کی فکر میں نہیں تھی اور نہیں ہے۔ بلکہ ان میں اکثر، تقریباً سبھی حکومتیں یا خود اپنی قوم پر ظلم و تشدد کرتی رہی ہیں اور جو کچھ بھی کرتی رہی ہیں محض اپنے ذاتی یا جماعتی مفاد کے لیے کرتی رہی ہیں یا خوشحال اور امیر طبقے کی رفاہ میں لگی رہی ہیں اور غریب، مظلوم اور جھونپڑیوں میں رہنے والا طبقہ زندگی کی تمام نعمتوں بلکہ پانی، روٹی اور قوتِ لایموت تک سے محروم رہا ہے۔ ان حکومتوں نے غریب طبقے کو ہمیشہ عیاش اور مرفہ الحال طبقے کے مفادات کے لیے استعمال کیا، یا یہ حکومتیں سپر پاورز کی ایجنٹ تھیں انہوں نے مختلف ملکوں اور قوموں کو کسی نہ کسی سے وابستہ کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کی اور مختلف حیلوں بہانوں سے مختلف ملکوں کو مشرق

اور مغرب کی مارکیٹیں بنا دیا اور مشرق و مغرب کے مفادات کا تحفظ کیا، ان اقوام کو پسماندہ اور دست نگر رکھا۔ اور اب بھی یہ حکومتیں اسی سازش کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ اے دنیا بھر کے مستضعفین! اے مسلمان ممالک! اے دنیا بھر کے مسلمانو! آپ اٹھ کھڑے ہوں اور جس طرح بھی ممکن ہو اپنا حق حاصل کریں، بڑی طاقتوں کے پروپیگنڈے کے شور و غل اور ان کے پٹھو حکام سے نہ ڈریں، ان مجرم حکمرانوں کو اپنے ملک سے بھگا دیں جو آپ کی کمائی آپ کے اور اسلام مبین کے دشمنوں کو پیش کر دیتے ہیں۔ آپ خود اور دوسرے فرض شناس خدمتگار طبقے حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں اور اسلام کے قابلِ فخر پرچم کے سائے میں جمع ہو کر دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں دنیا بھر کے محروموں کے دفاع کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور آزاد جمہوری اداروں پر مشتمل ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جد وجہد کریں اگر آپ ایسی حکومت کے قیام میں کامیاب ہو گئے تو دنیا بھر کے مستکبرین کو منہ کی کھانی پڑے گی اور تمام مستضعفین امامت اور وراثتِ ارض کے مقام پر فائز ہو جائیں گے۔

اس دن کی امید کے ساتھ جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے!

انبیاءؑ و اولیاءؑ کا راستہ سعادت مطلق کی واحد راہ ہے۔

اس وصیت نامہ کے آخر میں، میں ایک بار پھر ایران کی شرافت مآب قوم کو وصیت کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کا نصب العین جتنا عظیم الشان، جلیل القدر اور بلند مرتبہ ہوگا اتنا ہی آپ کو تکالیف و مصائب اور محرومیاں زیادہ برداشت کرنی پڑیں گی اور اتنا ہی زیادہ قربانیوں اور ایثار کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔

جس مقصد کے لیے آپ جیسی شریف اور مجاہد قوم نے جد وجہد کی ہے اور کر رہی ہے جس نصب العین کے لیے آپ نے جان و مال کی قربانی دی ہے اور دے رہے ہیں وہ بلند ترین عظیم ترین اور سب سے زیادہ قیمتی نصب العین ہے جو ازل میں صدر عالم سے لے کر اب تک رہا ہے اور اس جہاں کے بعد ابد تک رہے گا، وہ مقصد مسلکِ الوہیت ہے اپنے تمام تر وسیع معنوں سمیت اور عقیدۂ توحید ہے اپنے عظیم الشان پہلوؤں کے ساتھ جس کی تخلیق

کی بنیاد اور سبب پہنائے وجود اور غیب و شہود کے درجات و مراتب میں ہے اور جو اپنے تمام تر مفاہیم، درجات اور ابعاد کے ساتھ مکتب محمدی (ص) میں پوری طرح جلوہ گر ہوا ہے اور جس کی کامیابی کے لیے تمام انبیائے عظام علیہم سلام اللہ اور تمام اولیائے معظم سلام اللہ علیہم نے کوششیں کی ہیں اور جس کے بغیر کمال مطلق اور بے پایاں جلال و جمال تک رسائی ممکن نہیں۔ یہی وہ مقصد ہے جس نے انسانوں کو فرشتوں پر برتری دی اور ان سے زیادہ عزت و شرف بخشا۔ اس مقصد میں مگن رہنے سے انسانوں کو وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو تمام ظاہری و باطنی مخلوقات میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوتا۔

اے مجاہد قوم! آپ لوگ اس پرچم کے زیر سایہ چل رہے ہیں جو ساری مادی اور روحانی کائنات میں لہرا رہا ہے۔ آپ اسے پاسکیں یا نہ (یہ آپ کی قسمت) آپ اس راستے پر چل رہے ہیں جو صرف اور صرف انبیاء سلام اللہ علیہم کا راستہ ہے اور سعادتِ مطلق کی واحد راہ ہے۔ اس میں یہ جذبہ ہے کہ تمام اولیاء (ع) اس راستے میں شہادت کو گلے لگا لیتے ہیں اور سرخ موت کو شہد سے بھی زیادہ شیریں سمجھتے ہیں۔ آپ کے نوجوانوں نے جنگی محاذوں پر اس کا ایک گھونٹ پیا ہے۔ اور وجد میں آگئے ہیں۔ اور ان کی ماؤں، بہنوں، باپوں اور بھائیوں میں اس کا جلوہ ہے۔ ہمیں بجا طور پر کہنا چاہیے کہ:

يَا لَيْتَنَا كُنَّا مَعَكُمْ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا

خوشگوار ہو ان کے لئے وہ نسیم دلآرا اور وہ جلوۂ شوق انگیز!

یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ اسی جلوے کی جھلک تپتے ہوئے کھیتوں کھلیانوں، تھکا دینے والے کارخانوں، فیکٹریوں، صنعت اور ایجادات کے مراکز میں ہے اور قوم کی اکثریت میں بازاروں، سڑکوں اور دیہاتوں میں اور ان تمام لوگوں میں جلوہ گر ہے۔ جو اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے امور کے منتظم ہیں۔ اور ملکی ترقی و خود کفالتی کے لئے کسی خدمت پر مامور ہیں۔ جب تک معاشرے میں تعاون اور فرض شناسی کی یہ فضا برقرار ہے ہمارا پیارا ملک انشاء اللہ تعالیٰ زمانے کے آسیب سے محفوظ رہے گا۔ الحمد اللہ کہ حوزہ ہائے علمیہ، یونیورسٹیاں اور تعلیم و تربیت کے مراکز کے نوجوانانِ عزیز اس غیبی نفحۂ الٰہی سے سرشار ہیں اور یہ محفوظ مراکز ان کے اختیار میں ہیں۔ اور خدا کے

فضل وکرم سے مُفسدین اور مُنحرفین کا ان مراکز پر کوئی بس نہیں چلتا۔

میں ہر ایک کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ خدائے متعال کی یاد کے ساتھ خودشناسی، خودکفالتی اور ہمہ جہت آزادی کے لئے آگے بڑھیں۔ بلاشبہ خدا آپ کے ساتھ ہے، اگر آپ اس کی خدمت میں ہوں! اس اسلامی ملک کی ترقی اور سربلندی کے لئے جذبۂ تعاون کو فروغ دیں میں اپنی پیاری قوم میں بیداری، ہوشیاری، تعہد، ایثار اور خدا کے راستے میں جدوجہد اور استقامت دیکھ رہا ہوں اور مجھے خدائے متعال کے فضل وکرم سے یہ اُمید ہے کہ یہ انسانی خصوصیات فرزندانِ قوم میں بھی منتقل ہوں گی۔ اور نسل در نسل ان میں اضافہ ہوگا۔

میں اپنے خُدا اور اپنی قوم سے اپنی کوتاہیوں کے سلسلے میں معافی کا طالب ہوں۔

میں پرسکون اور مطمئن دل، شاد و مسرور روح اور خدا کے فضل وکرم سے پُر امید ضمیر لیکر بہنوں اور بھائیوں کی خدمت سے رخصت ہو رہا ہوں اور اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کی دعائے خیر کی شدید ضرورت ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم سے میری دعا ہے کہ وہ خدمت میں کوتاہی اور غلطیوں اور گناہوں کے سلسلے میں میرا عذر قبول فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ میری قوم میری کوتاہیوں، گناہوں اور غلطیوں پر مجھے معاف کر دے گی اور قوت اور عزم و ارادہ کے ساتھ آگے بڑھتی رہے گی۔ میری قوم کو جان لینا چاہیئے کہ ایک خادم کے چلے جانے سے قوم کی آہنی فصیل میں کوئی رخنہ نہیں پڑے گا کیونکہ کئی اور زیادہ اچھے اور زیادہ بہتر خادم موجود ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس قوم اور دنیا بھر کے مظلوموں کا محافظ ہے۔

والسلام علیکم وعلیٰ عبادِ اللہِ الصالحین ورحمت اللہ وبرکاتہ'

۲۶ بہمن ۱۳۶۱ / ۱۔ جمادی الاوّل ۱۴۰۳ھ

(۱۵ فروری ۱۹۸۲ء)

روح اللہ الموسوی الخمینی (دستخط مبارک)

بسمہ تعالیٰ

میری وفات کے بعد یہ وصیت نامہ احمد خمینی لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ معذوری کی صورت میں محترم صدرِ مملکت یا ۔لہ۔ شورائے اسلامی کے سپیکر یا چیف جسٹس یہ زحمت کریں۔ معذوری کی صورت میں مجلسِ نگہبان کے فقہاء میں سے کوئی صاحب یہ زحمت کریں۔

روح اللہ الموسوی الخمینی (دستخط مبارک)

بسمہ تعالیٰ

میں مقدمہ اور ۲۹ صفحات پر مشتمل اس وصیت نامے کے آخر میں کچھ باتیں لکھ رہا ہوں:

۱۔ ابھی میں زندہ ہوں، بعض جھوٹی باتیں مجھ سے منسوب کی جا رہی ہیں اور ممکن ہے میرے بعد ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے۔ لہٰذا میں عرض کرتا چلوں کہ جو کچھ مجھ سے منسوب کیا جا رہا ہے یا کیا جائے گا۔ میں اس کی تصدیق نہیں کرتا لیکن اگر میری آواز ہو، یا میری دستخط شدہ تحریر ہو، یا ماہرین اس کی تصدیق کر دیں یا میں نے اسلامی جمہوریۂ ایران کے ٹی وی میں کوئی بات ریکارڈ کرائی ہو (تو وہ ٹھیک ہے)

۲۔ بعض اشخاص نے میری زندگی ہی میں یہ دعوے کیا ہے کہ انہوں نے میرے اعلامیے لکھے ہیں۔ میں اس کی پُر زور تردید کرتا ہوں۔ اب تک میرا کوئی بھی اعلامیہ میرے علاوہ اور کسی نے تیار نہیں کیا۔

۳۔ اسی طرح بعض لوگوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ میں ان کی وساطت سے پیرس گیا تھا، یہ جھوٹ ہے۔ میں نے کویت کی سرحد سے واپس آکر احمد کے مشورے سے پیرس کا انتخاب کیا کیونکہ اسلامی ممالک میں راستہ نہ ملنے کا احتمال تھا، تمام اسلامی ممالک شاہ کے زیرِ اثر تھے جبکہ پیرس میں ایسا کوئی احتمال نہیں تھا۔

۴۔ میں نے تحریک اور انقلاب کے طویل عرصے میں بعض افراد کی مکاری اور اسلام نمائی کی وجہ سے ان کا ذکر اور ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ بعد میں میں سمجھ گیا کہ انہوں نے دھوکہ دہی سے مجھے

لہ۔ مجلس (پارلیمنٹ)

غافل کر لیا تھا۔ ان کی وہ تعریفیں اس دور میں تھیں جب وہ اپنے آپ کو اسلامی جمہوریہ کا متعہد اور وفادار ظاہر کیا کرتے تھے۔ ان مسائل سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ ہر شخص کو اس کی موجودہ صورتِ حال کے ترازو میں تولا جائے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی
(دستخط مبارک)

الف — وصیت من به مسلمانان و مستضعفان جهان این است که شما نباید بنشینید و منتظر آن باشید که حکام و دست‌اندرکاران کشورتان یا قدرتهای خارجی بیایند و برای شما استقلال و آزادی را تحفه بیاورند ...

... شما ای مستضعفان جهان و ای کشورهای اسلامی و مسلمانان جهان بپاخیزید و حق را با چنگ و دندان بگیرید و از هیاهوی تبلیغاتی ابرقدرتها و عمال سرسپرده آنان نترسید و حکام جنایتکار که دسترنج شما را به دشمنان شما و اسلام عزیز تسلیم می‌کنند از کشور خود برانید و خود و طبقات خدمتگزار متعهد زمام امور را به دست گیرید و همه در زیر پرچم پرافتخار اسلام مجتمع و با دشمنان اسلام و محرومان جهان به دفاع برخیزید و به سوی یک دولت اسلامی با جمهوریهای آزاد و مستقل به پیش روید که با تحقق آن همه مستکبران جهان را به جای خود خواهید نشاند و همه مستضعفان را به امامت و وراثت ارض خواهید رساند. به امید آن روز که خداوند تعالی وعده فرموده است ...

روح الله الموسوی الخمینی

(متنِ وصیت نامۂ امام خمینیؒ اور امامؒ کے دستخطِ مبارک کا عکس)

ناشر: تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان